سلسلہ نمبر 4

تربیتی مجالس

- احساسِ ندامت
- اولاد کی تربیت
- ہاں نیند تمہیں پیاری ہے
- توبہ میں کامیابی

از افادات

حضرت مولانا شیخ

محمد اظہر اقبال صاحب مدظلہم

ہدایہ پبلشرز
HIDAYAH PUBLISHERS

ہدایہ پبلشرز
HIDAYAH PUBLISHERS

حقوق الطبع محفوظۃ

نام کتاب	:	تربیتی مجالس
تالیف	:	حضرت مولانا شیخ محمد اظہر اقبال صاحب دامت برکاتہم
صفحات	:	78
اشاعت	:	اول
سن اشاعت	:	مارچ 2019
ناشر	:	ھدایہ پبلشرز
فون نمبر	:	0322-2181020
ویب سائٹ	:	www.islamicessentials.org
ای میل	:	info@islamicessentials.org

ملنے کا پتہ : ھدایہ پبلشرز

C-20، خالد کمرشل اسٹریٹ نمبر 2، ڈیفینس کراچی

فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
5	احساسِ ندامت	1
23	اولاد کی تربیت	2
41	ہاں نیند تمہیں پیاری ہے	3
57	توبہ میں کامیابی	4

احساسِ ندامت

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	**احساس ندامت نہ ہونا اصل خسارہ ہے**	9
2	**کچھ گناہوں کو چھوٹا سمجھ لیا جاتا ہے**	10
3	1. جھوٹ	10
4	2. غیبت	10
5	3. بد نظری	11
6	4. موسیقی	11
7	5. حرام کھانا	12
8	6. رشتہ داروں کے ساتھ زیادتی	12
9	**میں تو گناہگار نہیں**	12
10	**احساس ندامت**	13
11	← احساس ندامت نہیں تو چھوٹا گناہ بھی پکڑ کا باعث بن جاتا ہے	14
12	← احساس ندامت کے بعد گناہ کا طعنہ دینا	15
13	← احساس ندامت کا حصول اللہ والوں کی صحبت میں	16

فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
16	← احساسِ ندامت کی وجہ سے رونا	14
17	**نیک صحبت سے فائدہ نہ ہونے کی وجوہات**	15
17	1. پہلی وجہ: شیخ کے پاس نہ جانا	16
18	2. دوسری وجہ توجہ سے بات نہ سننا	17
18	**احساس ندامت کی وجہ سے رونا**	18
19	**حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے اندر احساس ندامت پیدا کر دیا**	19
21	**شیخ کا کام احساس ندامت پیدا کرنا**	20

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : أَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ، وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ [1]

ترجمۃ: جو لوگ نقصان میں ڈال چکے (اپنی جانوں کو) وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی عقل اور نظر کو زائل کر بیٹھے ہیں"

[1] سورۃ الإنعام: 12

احساس ندامت نہ ہونا اصل خسارہ ہے

عام طور پر علمانے اس سے یہ مطلب لیا کہ وہ لوگ جو گناہ کرتے ہیں وہ خسارے میں ہیں مگر محققین نے یہ فرمایا کہ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو صرف گناہ کرتے ہیں بلکہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو گناہ کرتے ہیں اور اس کے بعد انہیں احساسِ ندامت بھی نہیں ہوتا اور نہ وہ توبہ کرتے ہیں۔ اصل خسارہ والے وہ لوگ نہیں جو صرف گناہ کرتے ہیں بلکہ اصل خسارہ والا وہ ہے جو گناہ کرتا ہے اور اس کے بعد اس کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ میں نے گناہ کیا ہے، اس لئے کہ گناہ کرنا تو برا ہی ہے، مگر گناہ کرنے کا احساس ہی نہ ہونا تو بہت برا ہے۔

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

> جتنی بھی آدم کی اولاد ہے سب کے سب خطاکار ہیں مگر ان خطاکاروں میں سب سے بہترین وہ ہے جو توبہ کرنے والا ہے۔ ❶

توسب سے بہترین انسان وہ ہے جس کو احساس ندامت ہو۔

چنانچہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

> انسان جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگتا ہے لیکن اگر وہ توبہ کرتا ہے تو سیاہ نکتہ دُھل جاتا ہے اور دل صاف و شفاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ دوبارہ گناہ کرتا ہے تو دل پر دوسرا سیاہ نکتہ لگتا ہے پھر گناہ کرتا ہے تو دل پر تیسرا سیاہ نکتہ لگتا ہے حتی کہ اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اس کا دل پورا کا پورا سیاہ ہو جاتا ہے۔ ❷

---

❶ أن النبي صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قال كل ابن آدم خطاء وخير الخطائين التوابون. [سنن الترمذي: 1/1]

❷ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن العبد إذا أخطأ خطيئة نكتت في قلبه نكتة سوداء .... الخ

[سنن الترمذي: 5/434]

اور اگر اسے پہلے ہی گناہ کا احساس ہو جاتا تو دوسرے گناہ کی طرف نہ جاتا، مگر اس کو احساس ہی نہیں تو پورا دل سیاہ ہو گیا۔

کچھ گناہوں کو چھوٹا سمجھ لیا جاتا ہے

کئی مرتبہ لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا ایسا ممکن ہے؟ کہ ایک مسلمان کو گناہ پر احساس ندامت نہ ہو۔ ہاں، بالکل ایسا ممکن ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کئی مرتبہ انسان کچھ گناہوں کے معاملہ میں زیادہ حساس ہوتے ہیں جبکہ کچھ گناہوں کے معاملہ میں زیادہ حساس نہیں ہوتے۔

1. جھوٹ

مثال کے طور پر ایسا ممکن ہے کہ ایک شخص بد نظری کے معاملے میں زیادہ احساس رکھ رہا ہے، اب اگر اس سے بد نظری ہو جاتی ہے تو وہ فوراً توبہ کرتا ہے کہ یا اللہ! غلطی کر بیٹھا مگر عین ممکن ہے کہ یہ شخص جھوٹ بولتا ہو اور اسکو فکر بھی نہ ہو کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ سچی بات یہ ہے کہ جھوٹ کے معاملہ میں کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ اگر کوئی احساس دلائے کہ بھئی یہ تو جھوٹ ہو جائے گا تو لوگوں کو غصہ آتا ہے کہ یہ کیسی بات تم نے کر دی کہ یہ جھوٹ ہو جائے گا، بھئی یہ تو وقت کی ضرورت ہے۔ ایسی بات کرنا مصلحت ہے۔

2. غیبت

ہمارے معاشرے میں عام طور پر جن گناہوں کے معاملہ میں احساس ندامت نہیں ہوتا ان میں سے ایک بڑا گناہ غیبت ہے۔ ہم دوسروں کی برائیاں کرتے ہیں، ان کی عزت کو اچھالتے ہیں اور ہمیں احساس بھی نہیں ہوتا اور توبہ کی توفیق بھی نہیں ملتی۔

3. بدنظری

اسی طرح کئی مرتبہ انسان بدنظری میں اتنا زیادہ منہمک ہو جاتا ہے کہ اس کو احساس بھی نہیں رہتا۔ آج انٹرنیٹ کا زمانہ ہے، انٹرنیت پر کام کرتے ہوئے عورت سامنے آرہی ہے، اس پر نگاہ پڑھ رہی ہے مگر احساس ہی نہیں ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ انٹرنیٹ پر بدنظری کرنا شاید جائز ہے۔ اس طرح احساسِ ندامت ختم ہو گیا ہے۔ اور یہ پکی بات ہے کہ جو غلط نگاہ ڈالتا ہے وہ شیطان کا تیر کھا رہا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

یہ غلط نگاہ کا ڈالنا شیطان کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ ❶

4. موسیقی

اسی طرح آج انٹرنیٹ کا زمانہ ہے اور میڈیا پر ہر چیز میوزک کے ساتھ ہے اور اب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ میوزک تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ نیوز میں بھی میوزک ہے، حتی کہ کچھ تو بزرگوں کے اقوال ہیں مگر ان کے پیچھے میوزک ہے اور اس میوزک کے سننے کو ہم گناہ ہی نہیں سمجھتے، لہذا احساس ندامت بھی نہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ. ❷

یہ موسیقی کا سننا تمہارے دلوں میں نفاق پیدا کرتا ہے۔

---

❶ قال رسول الله ﷺ: إن النظرة سهم من سهام إبليس مسموم من تركها مخافتي أبدلته إيمانا يجد حلاوته في قلبه. [المعجم الكبير: 173/10]

❷ سنن أبي داود: 282/4

منافقین جہنم کے سب سے نیچے درجے میں ہیں اور یہ منافقت موسیقی سننے سے آرہی ہے اور آج اس کا احساس ہی نہیں ہے کہ یہ موسیقی ہے۔

5. حرام کھانا

کئی مرتبہ انسان حرام کھانے کا اتنا زیادہ عادی ہو جاتا ہے کہ وہ اسے جائز سمجھنے لگتا ہے آج کل یہ کہا جاتا ہے کہ اتنا دھوکا تو مارکیٹ میں سب دے رہے ہیں، اتنی رشوت لینا تو جائز ہے۔ اتنا تو مالک کے مال میں سے کھا لینا جائز ہے۔ یہ دنیا کا مال تو حاصل کر رہے ہوتے ہیں مگر اصل چیز سے محروم ہو رہے ہوتے ہیں جو کہ احساس ندامت ہے۔

6. رشتے داروں کے ساتھ زیادتی

کئی مرتبہ قریبی رشتے داروں کے ساتھ بڑی بڑی زیاتیاں کرتے ہیں، والدین اور بھائی بہن کے ساتھ زیادتی کر جاتے ہیں۔ یہ ایسے بڑے بڑے گناہ ہیں کہ انسان کو جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہیں مگر دل احساس ندامت سے خالی ہے۔ ہم اپنا ذہن بناتے ہیں کہ نہیں میں نے غلط نہیں کیا ہے۔

میں تو گناہ گار نہیں

اللہ تعالیٰ ہم سے احساس ندامت چاہتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الندم توبة. [1] کہ ندامت ہی توبہ ہے

---

[1] صحیح ابن حبان: 377/2

ہم اپنے آپ کو تسلی دیتے ہیں کہ نہیں جی میں نے کوئی ایسی چیز کی ہی نہیں ہے کہ میں اس پر توبہ کروں۔ میرا کوئی گناہ ہی نہیں ہے۔ کئی لوگ آکر کہتے بھی ہیں کہ آپ توبہ کرنے کا کہتے ہیں، میں نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا ہے کہ جس پر توبہ کروں۔

حالانکہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

سارے کے سارے لوگ گناہ گار ہیں۔ ❶

تو ہم سمجھتے ہیں کہ گناہ تو دوسرے لوگ کرتے ہیں، ہم تو گناہ گار نہیں ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ جس کو دوسروں میں گناہ نظر آئیں تو یہی بڑی غلطی ہے۔ جس شخص کو دوسروں میں عیب نظر آرہے ہیں، دوسروں کے گناہ خوب نظر آرہے ہیں، یہ دلیل ہے کہ اس کے اپنے اندر احساس ندامت مر چکا ہے۔

بہادر شاہ ظفر نے کیا خوب شعر کہا:

ع نہ تھی اپنے عیبوں کی جو خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنے عیبوں پہ جو نظر نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا

دوسروں کے عیب نظر آنے کا مطلب ہی یہی ہے کہ اپنے عیبوں پر نظر نہیں ہے، اگر اپنے عیب پتہ چل جائیں تو اسکو دوسروں کی فکر ہی نہیں ہوگی۔ اس کو اپنا غم لگ جائے گا۔

احساسِ ندامت

اپنا عیب معلوم کرنا اور اپنا عیب ماننا بڑا مشکل کام ہے۔ یہ اپنے آپ کو ذلت کی نگاہ سے دیکھنا ہے۔ یہ آسان کام نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتے یہ ہیں کہ یہی چیز ہم

---

❶ أن النبي ﷺ قال كل ابن آدم خطاء وخير الخطائين التوابون. [سنن الترمذي: 1/1]

اپنے اندر پیدا کریں جس کو احساس ندامت کہتے ہیں۔ اس بات کو مانیں کہ میں غلطیوں سے بھرا ہوا ہوں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جس کو احساس ندامت حاصل نہیں اس کی اصلاح ممکن نہیں ہے"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس احساس ندامت کے لئے ایک اور لفظ استعمال فرمایا، آپ نے کہا "دید قصور"۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس کو دید قصور حاصل نہیں تو اس کی اصلاح ممکن نہیں ہے، تو اصل چیز جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتے ہیں وہ یہ احساس ندامت ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ جس کے اندر احساس ندامت موجود ہے اس کا بڑا گناہ بھی بڑا نہیں ہے۔

احساس ندامت نہیں تو چھوٹا گناہ بھی پکڑ کا باعث بن جاتا ہے

جب احساس ندامت زندہ ہو تو بڑے سے بڑا گناہ بھی بڑا نہیں ہے۔ اور اگر احساس ندامت نہیں تو پھر چھوٹا گناہ بھی پکڑ کا باعث بن جاتا ہے۔

ایک آدمی اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اپنے گھر سے باہر نکلا اور سامنے پہاڑ کو دیکھا اور پہاڑ پر بالکل سبزہ نہیں تھا تو اس نیک آدمی کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر یہ پہاڑ سرسبز و شاداب ہوتا تو علاقہ کتنا خوبصورت لگتا۔ بس دل کا خیال تھا۔ چونکہ عبادت گزار اور اللہ کا مقرب بندہ تھا۔ اس بات پر اللہ نے اس کی سرزنش کی اور دل میں یہ بات ڈالی کی اچھا تو ہمیں مشورہ دیتا ہے کہ پہاڑ کیسے ہونے چاہئیں جیسے ہی یہ بات دل میں آئی تو سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں، خوب توبہ کی، خوب معافیاں مانگیں، مگر پھر بھی دل میں چین اور سکون نہیں آرہا تھا، حتی کہ پریشانی میں اس نے کہا کہ

جب تک کہ مجھے کوئی واضح نشانی نہیں ملے گی کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض نہیں ہے، راضی ہو گئے ہیں اس وقت تک میں نہ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا۔ کھانا پینا چھوڑ دیا اور ایک دو دن بعد وہیں اسی علاقے میں سارے لوگوں کو ایک دعوت تھی، اس دعوت میں یہ بھی پہنچے۔ اب سب لوگ کھا پی رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے نہیں کھانا۔ جب لوگوں نے بہت اصرار کیا اور پوچھنا شروع کر دیا کہ بھئی کیوں نہیں کھا رہے ہو؟ تو آخر ان کو پورا قصہ بتانا پڑا اور فرمایا کہ جب تک مجھے کوئی واضح نشانی نہیں ملے گی تب تک میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ گاؤں والوں نے یہ بات سنی تو گاؤں والوں نے کہا: یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے آپ کھالیں۔ اس نے کہا: نہیں، میں نے قسم کھالی ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی کوئی واضح دلیل نہیں ملے گی تب تک نہیں کھاؤں گا۔ گاؤں والوں نے کہا اچھا بھئی تو ایسا کرتے ہیں کہ تجھے اس گناہ پر جو عذاب ملے گا وہ ہم اپنے سر پر لے لیں گے، تو آرام سے کھا۔ جب گاؤں والوں نے اس گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے اس نیک آدمی کے دل پر القاء کیا کہ میرے بندے تو اس گاؤں سے باہر نکل جا! ہم اس گاؤں پر اپنا عذاب بھیجنے والے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنا عذاب بھیجا اور گاؤں کا ہر ہر شخص ہلاک ہو گیا۔

احساسِ ندامت کے بعد گناہ کا طعنہ دینا

کئی مرتبہ انسان کو احساس ندامت ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ توبہ کرتا ہے، لیکن لوگ ایسے شخص کو کوئی طعنہ دے کہ تو یہ گناہ کرتا تھا، جبکہ شریعت نے اس طعنہ دینے سے بھی منع کیا ہے کہ کسی نے کتنا بڑا گناہ ہی کیوں نہ کیا ہو توبہ اور گناہ کے بعد کسی کو اب حق نہیں ہے کہ اس کو طعنہ دیں۔ کئی مرتبہ نوجوان زندگی بدلتے ہیں تو اسکے دوست،

یار، رشتے دار کہتے ہیں کہ تو مولوی بن رہا ہے، نیکی کی باتیں کر رہا ہے، تجھے یاد نہیں ہے کہ تو کیا کرتا تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

جس نے اپنے کسی (مسلمان) بھائی کے اس گناہ پر ملامت کیا جسے وہ چھوڑ چکا ہے تو وہ ملامت کرنے والا اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔ ❶

تو احساس ندامت اصل چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ انسان احساس ندامت کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

احساس ندامت کی وجہ سے رونا

یہ جو اللہ والے روتے رہتے ہیں، ان کے رونے کی کوئی اور وجہ نہیں ہوتی، بس ان کو اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے۔ حالانکہ ہر طرف لوگ ان کی تعریف کر رہے ہوتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ تعریفیں کس کی اس دنیا میں ہوئی ہونگیں، مگر احساس ندامت بیدار تھا تو کبھی کبھی اپنے غم میں آ کر کہتے کہ کاش! میں کوئی گھاس کا تنکا ہوتا، اور کاش میں کسی مومن کے بدن کا بال ہوتا، اور کاش کہ میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا، یہ احساس ندامت بیدار ہونے کی انتہا ہے۔

احساس ندامت کا حصول اللہ والوں کی صحبت میں

احساس ندامت پیدا کیسے ہوتی ہے؟ یہ اصل سوال ہے کہ یہ احساس ہمیں کیسے

❶ قال رسول اللہ ﷺ من عير أخاه بذنب لم يمت حتى يعمله. [سنن الترمذي: 4/661]

پیدا ہو؟ ہر ہر گناہ پر ہمیں توبہ کی توفیق کیسے مل جائے؟ تو علما نے لکھا ہے کہ جو شخص نصیحت کی مجلس میں آنا جانا رکھتا ہے اس کے اندر احساس ندامت بیدار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> میں جب بھی حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں جاتا تو اس وقت مجھے یوں محسوس ہوتا کہ میں دنیا کا سب سے گناہ گار شخص ہوں۔

پتہ چلا کہ اللہ والوں کی صحبت میں انسان کو اپنی غلطیوں کا احساس ہوتا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ والوں کا اصل کام یہ ہے کہ وہ کوئی کرامت کر کے دکھائیں۔ ہوا میں اڑ کر دکھائیں گے تو پھر ہم مانیں گے کہ اللہ والے ہیں۔ یا جو دیوار کے پیچھے کچھ ہو رہا ہے تو دیکھے بغیر ہی بتا دیں کہ دیوار کے پیچھے کیا ہو رہا ہے پھر ہم کہیں گے یہ اللہ والے ہیں۔ کئی مرتبہ ہم سمجھتے ہیں کہ بس کسی اللہ والے سے ہم نے تعلق قائم کر لیا اب ہم جتنی بھی دعائیں کریں گے وہ قبول ہو جائیں گی۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی کام اللہ والوں کا کام نہیں ہے۔ اللہ والوں کا اصل کام یہ ہے کہ وہ اپنے سے متعلق جو لوگ ہیں ان کے اندر احساس ندامت بیدار کرے۔ اتنا کر لیا تو انہوں نے اپنا کام کر دیا۔

نیک صحبت سے فائدہ نہ ہونے کی وجوہات

آج کے زمانے میں کئی مرتبہ لوگ اللہ والوں کی صحبت میں آتے ہیں حتی کہ بزرگوں سے بیعت بھی کرتے ہیں مگر یہ احساس ندامت زندہ نہیں ہوتا۔ اور گناہ پر گناہ کئے جا رہے ہوتے ہیں، بیعت کا فائدہ نہیں ہوتا اور مشائخ نے لکھا کہ فائدہ نہ ہونے کی دو وجوہات ہیں۔

I. پہلی وجہ: شیخ کے پاس نہ جانا

پہلی وجہ یہ کہ انسان تعلق تو قائم کرلیتا ہے کہ یہ بزرگ ہیں ان سے میں نے اصلاح کروانی ہے، مگر اسکے بعد وہ شیخ کے پاس آتے جاتے ہی نہیں، اب اصلاح کوئی ہوا میں تو نہیں ہوتی، اصلاح تو اس وقت ہو گی کہ جس نے اصلاح کروانی ہے وہ سنے اور جس نے اصلاح کرنی ہے وہ سنائے۔ اگر انسان اللہ والوں کی صحبت میں آ ہی نہیں رہا ہے تو پھر یہ اصلاح ممکن ہی نہیں ہے چاہے جتنے بھی بڑے بزرگ سے بیعت کرلی ہو۔ کئی مرتبہ شیطان بڑا دھوکہ دیتا ہے ،نہ آنے کی بڑی وجوہات ذہن میں ڈالتا ہے ۔ چنانچہ ایک نوجوان نے کسی بزرگ سے بیعت کی اور بیعت کرنے کے بعد بزرگ کے پاس جانا ہی نہیں ہوا۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ تم ان بزرگ کے پاس کیوں نہیں جاتے ؟اس نے کہا کہ میں اس قابل ہی نہیں کہ اتنے بڑے بزرگ کی صحبت میں جاؤں۔ تو دیکھئے کی شیطان کیسی کیسی سوچ ذہنوں میں ڈالتا ہے۔ کئی مرتبہ سالکین اس لئے بزرگوں کے پاس نہیں جاتے کہ ہم تو کوئی نیک اعمال ہی نہیں کر رہے۔ اب حضرت کے پاس جائیں گے تو حضرت پوچھیں گے تو اب اس شرمندگی سے بچنے کے لئے صحبت سے اجتناب کرتے ہیں۔

II. دوسری وجہ: توجہ سے بات نہ سننا

دوسری بڑی وجہ جو مشائخ نے لکھی ہے کہ وہ توجہ سے شیخ کی بات نہیں سنتے، دھیان ادھر ادھر لگا ہوا ہوتا ہے۔ آداب مشائخ میں لکھا ہوا ہے کہ سالک کان بنے اور شیخ زبان بنے۔ مشائخ نے جو علوم حاصل کئے ہیں وہ اپنی زبان سے آگے منتقل کریں۔ اور سالک اسے اپنے کانوں سے اچھی طرح سنیں۔ تو جب شیخ کی صحبت میں ہوں تو توجہ ادھر ادھر نہ

ہو۔ اور تبلیغ والے بھائی کہتے ہیں نا کہ گھر چھوڑا، محلہ چھوڑا، بیوی بچے چھوڑے، سب کچھ چھوڑا اجتماع کے لئے اور اجتماع چھوڑا ایک کپ چائے کے لئے۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے اندر احساس ندامت پیدا کر دیا

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں آئے۔ اب احساس ندامت بیدار کرنے کے مختلف طریقے ہیں: کسی کو ڈائریکٹ کہا جاتا ہے اور کسی کو ان ڈائریکٹ کہا جاتا ہے۔ اب یہ شیخ اپنی صوابدید پر اور اپنی عقل و سمجھ کے مطابق ہوتا ہے کہ کس کو کس طرح سے کہنا ہے۔ اگر کسی کو زیادہ سیدھا سیدھا کہہ دیا تو ہو سکتا ہے وہ چلا جائے اور واپس بھی نہ آئے، تو حضرت گنگوہی ہندوستان کے بڑے عالم تو تھے مگر جس وقت حضرت کی صحبت میں گئے تو اس وقت عبادت کا ذوق زیادہ نہیں تھا۔ ذکر و اذکار کا ذوق نہیں تھا۔ حضرت نے فرمایا: "ایک رات رک جاؤ۔" اب رات رکنا ان کو بوجھ لگ رہا تھا کہ پتہ نہیں رات کو نیند خانقاہ میں پوری ہو گی یا نہیں ہو گی؟ یہاں تو سارے بڑے عبادت گزار نظر آرہے ہیں۔ اب ایسا نہ ہو کہ تہجد پر بھی اٹھنا پڑ جائے، تو انہوں نے صاف صاف بات کر دی کہ حضرت رات تو رک جاؤں، مگر مجھے رات بھر جاگنے کا نہ کہا جائے، مجھے نیند پوری کرنے دی جائے، کیونکہ مجھے صبح سبق بھی پڑھانے ہیں، اگر نیند پوری نہیں ہو گی تو سبق میں مشکل ہو گی۔ حضرت نے فرمایا: "جی! آپ کو کچھ نہیں کہا جائے گا، آپ فکر نہ کریں۔" پھر حضرت نے کہا کہ میاں رشید احمد کی چارپائی ہماری چارپائی کے ساتھ لگا دو۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کیلئے جس خانقاہ میں سونا مشکل تھا اب وہاں شیخ کی چارپائی بھی ساتھ لگا لی جائے تو یہ اس سے بھی مشکل کام ہے۔ بہر حال ان کی چارپائی لگا دی گئی۔ اب تہجد کے

وقت انکو کسی نے نہیں جگایا۔ حضرت خود جاگے نوافل ادا کیئے۔ نوافل ادا کرنے کے بعد اپنے معمول کے مطابق آپ نے لا اللہ الا اللہ کی تسبیحات پڑھنا شروع کیں۔ اب حضرت رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ تو کھلی اور انہوں نے دیکھا کہ حضرت بیٹھ کر ذکر اذکار کر رہے ہیں۔ اب بات تو کر چکے تھے کہ تہجد میں اٹھانے کی کوئی کوشش نہ کرے کہ میں نیند پوری کروں گا۔ صبح سبق بھی پڑھانا ہے مگر آخر کو عالم دین تھے۔ دل میں آیا کہ چلو ایک ہی رات ہے، اٹھ جاتا ہوں، کچھ نوافل پڑھ لیتا ہوں۔ نفلیں پڑھیں۔ نفلیں پڑھ کر حضرت کے پیچھے بیٹھ گئے تو حضرت تو اپنے انداز میں ذکر کر رہے تھے: "لا اللہ الا اللہ" تو انہوں نے سوچا، چلو آج میں بھی تھوڑا اللہ کو یاد کر لیتا ہوں، پھر ذکر کرنے لگ گئے "لا اللہ الا اللہ" تو شیخ نے یہاں پر اپنے عمل سے احساس ندامت جگایا۔ پھر حضرت نے ان کو اپنے ساتھ رکھا اور ان کو بھی حضرت سے بہت محبت ہو گئی۔ کئی مرتبہ انہوں نے چالیس دن بھی حضرت کے ساتھ لگائے۔ اب وہ احساس ندامت دلوانے کے لئے اپنا عمل دکھانا نہیں تھا اب ہر طرح سے احساس ندامت جگایا جا سکتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ کہا کہ چلو بھئی ہم نے کھانے کے لئے جانا ہے، تو آپ بھی ساتھ چلیں۔ جہاں کھانے کے لئے گئے وہاں اور بھی بزرگ آئے ہوئے تھے۔ علماء بھی تھے اور حضرت حاجی صاحب اور میاں رشید احمد بھی چلے گئے۔ اب تربیت میں کافی زمانہ گزر گیا تھا تو اب احساس ندامت دلانے کے اور بھی طریقے ہو سکتے تھے۔ کھانے پر جب بیٹھے تو بہت ساری مرغن غذائیں موجود تھیں، خوبصورت دستر خوان سجا ہوا تھا۔ حضرت نے اس دستر خوان میں سے پلیٹ اٹھا کر تھوڑی سی اس میں دال ڈالی اور دو چپاتیاں رکھیں اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ دستر خوان پر بیٹھے ہوئے تھے ان کو کہا یہ پلیٹ لو اور کونے میں جا کر بیٹھو اور کھالو۔ اب ہندوستان کے سب

سے بڑے عالم تھے۔ سب نے دیکھا کہ اتنے بڑے بزرگ کو اس حقارت سے وہاں بھیجا جارہاہے توسارے بہت حیران ہوئے، مگر حاجی صاحب نے بالکل بھی پرواہ نہیں کی حتی کہ حضرت نے کہا کہ میاں رشید احمد! دل تو یہ چاہتا تھا کہ تمہیں جوتوں میں بٹھاتا، بس تم پر احسان کردیا کہ اپنے دستر خوان پر بٹھا دیا۔ اب سارے اور حیران کہ یہ ہو کیا رہا ہے؟ حضرت نے آگے سے جواب دیا کہ حضرت! آپ صحیح فرمارہے ہیں، میں تو آپ کے جوتوں میں بیٹھنے کے قابل بھی نہیں ہوں۔ آپ نے احسان فرمایا کہ مجھے اپنے دستر خوان پر بیٹھنے کی اجازت عطا فرمادی۔

شیخ کا کام احساس ندامت پیدا کرنا

شیخ کا اصل کام یہی ہے کہ احساس ندامت بیدار کرے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بس حاضری لگائیں گے اورواپس چلے جائیں گے اور کام ہو جائے گا۔ جب انسان مشائخ کی صحبت میں واقعتاً فیض لینے کی نیت سے آتاہے اور اپنے آپ کو چھوٹا سمجھ کر آتاہے تو اللہ تعالیٰ اس کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ حتی کہ کتابوں میں لکھاہے کہ کئی مرتبہ شیخ اتنابڑا بھی نہیں ہوتا مگر فائدہ لینے والے کی نیت پکی ہے تو اللہ تعالی اس کو بھی فائدہ پہنچادیتے ہیں۔

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی مشہور دعاہے:

واجعلني في عيني صغيرا وفي أعين الناس كبيرا

اے اللہ! مجھے اپنی نگاہ میں چھوٹا کردے اور لوگوں کی نگاہ میں بڑا کردے۔ ❶

تو پتہ چلا کہ اصل کام ہی یہ ہے کہ انسان اپنی نگاہ میں چھوٹا ہو جائے، کیونکہ

❶ مجمع الزوائد (289/10)

انسان اگر اپنی نگاہ میں چھوٹا ہے تو لوگوں کی نگاہ میں جتنا بھی بڑا ہو جائے تو وہ متکبر نہیں بنے گا۔ جب اپنے آپ کو چھوٹا اور گناہگار سمجھے گا تو اس کے اندر احساس ندامت بیدار ہو گا۔ سب سے بڑی چیز جو حاصل کرنی ہے وہ یہ کہ انسان کو اپنے گناہ کا احساس ہو، تا کہ وہ توبہ کرے۔ اللہ کے سامنے آنسو بہائے۔ اللہ تعالیٰ اس احساس کو ہمارے دلوں میں بھی بیدار فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اولاد کی تربیت

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	**نجات کے لیے اولاد کی فکر ضروری ہے**	25
2	← بیٹا نہیں مانتا	26
3	← اولاد کی فکر ہماری ذمہ داری ہے	26
4	← دینداری نہیں تو والدین کی اہمیت نہیں	27
5	Old Homes(بوڑھوں کا گھر)	28
6	← بس تھوڑا دین سے دور ہے	29
7	**والدین میں احساسِ گناہ نہیں**	29
8	**تربیت میں 5 اہم کام**	31
9	1. والدین خود نیکی پر آجائیں	31
10	← پوری رات عبادت کا ماحول (واقعہ)	32
11	2. گھر میں تعلیم کا اہتمام کریں	33
12	3. محبت سے تربیت کریں	34
13	← محبت نرمی کرنے کا نام نہیں	36
14	4. دعا کا اہتمام کریں	37
15	5. تربیت کرنے میں ہار نہ مانیں	38

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى : أَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ، وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا [1]

ترجمۃ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ۔

نجات کے لئے اولاد کی فکر ضروری ہے

قرآن پاک کی اس آیت سے ایک بات معلوم ہوتی ہے کہ انسان جو عبادت کرتا ہے، اللہ کے احکام پر عمل کرتا ہے یہ اس کے ذاتی اعمال ہیں اور نجات کے لیے صرف ذاتی اعمال کافی نہیں ہیں، اپنے اعمال کے ساتھ ساتھ بیوی، بچوں کے اعمال کی بھی

[1] سورۃ التحریم: 6

فکر ضروری ہے۔گھر والوں کو اور جو ماتحت ہیں ان کو بھی دین کی طرف لائیں گے تو نجات ہے۔اگر صرف اس بات پر خوش ہو گئے کہ میں تو پہلی صف میں نماز پڑھتا ہوں، قرآن بھی پڑھتا ہوں اور خوب عبادت کرتا ہوں، بیوی اور بچے بات نہیں مانتے تو ان کی مرضی ہے، ایسا نہیں ہے۔ نجات اس وقت ہے جب اپنے آپ کو بھی جہنم کی آگ سے بچائیں گے اور اہل خانہ کو بھی بچائیں گے۔

بیٹا نہیں مانتا

کئی مرتبہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے بہت سمجھایا ہے مگر لڑکا نہیں مانتا، اب اس کا عمل اس کے ساتھ ہے اور ہمارا عمل ہمارے ساتھ ہے۔یہ بھی کافی نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہ اپنے گھر والوں کی فکر کرنی ہے۔ کچھ لوگ یہ بھی دلیل دیتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام نے بیٹے کو کہا کہ میری کشتی میں آجاؤ، بیٹا نہیں آیا، جب نبی کی بات بیٹے نے نہیں مانی تو ہماری فکر سے کیا ہو گا؟ نہیں ایسا نہیں ہے، ہم نبی کی پیروی کرتے ہوئے اس کو آخر وقت تک سمجھاتے رہیں گے، جس طرح موج کے آنے تک نوح علیہ الصلوۃ والسلام سمجھاتے رہے کہ آج اللہ کے عذاب سے سوائے اللہ کے کوئی بچانے والا نہیں۔ یہ ہمارے اوپر ذمہ داری ڈال دی گئی ہے کہ ہم بیوی بچوں کے ایمان اور اعمال پر نظر رکھیں اور ان کی فکر کریں۔ یہ ہماری نجات کے لیے ایک اہم ترین چیز ہے۔

اولاد کی فکر ہماری ذمہ داری ہے

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ❶

تم میں سے ہر ایک سربراہ ہے اور تم میں سے ہر ایک سے تمہاری رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ انسان کی اپنی اولاد، بیوی بچے جو اس کے ماتحت ہیں، اس کے بارے میں سوال نہ ہو۔ یہ کہہ کر بچ نہیں سکتے کہ میری بیوی بچوں سے بنتی نہیں ہے، بیوی بہت لڑائی کرتی ہے، اس لیے میں کچھ نہیں سمجھاتا۔ ہمیں اس معاملہ میں اختیار ہی نہیں ہے، بلکہ ہمیں ہر حال میں انکی فکر کرنی ہے۔ اس میں آخرت کا بھی نقصان ہے اور دنیا کا بھی نقصان ہے۔

دینداری نہیں تو والدین کی اہمیت نہیں

کئی مرتبہ والدین محبت میں بچوں کو روک ٹوک نہیں کرتے کہ کتنا اس کو تنگ کریں، کتنا اس کو ناراض کریں تو ایک حدیث سن لیں۔

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ:

جس نے مخلوق کی رضا کے لیے اللہ کو ناراض کیا اللہ تعالیٰ اسی مخلوق کو اس پر مسلط کر دیں گے۔ ❷

اور آج ہم آنکھوں سے دنیاوی نقصان دیکھ رہے ہیں کہ اولاد والدین کے حقوق ادا نہیں کرتی، نافرمانی کرتی ہے، بچہ فحاشی اور عریانی کی چیزیں دیکھتا ہے اور والدین کی خدمت کا جو حق بنتا ہے، جو بوڑھوں کا حق بنتا ہے وہ ادا نہیں کرتا۔ معاشرے میں سب سے بڑا غم

❶ صحيح البخاري: 5/2

❷ سنن الترمذي: 609/4

اولاد کا نافرمان ہو جانا ہے۔اس کی وجہ یہی ہے کہ آپ نے اس وقت دین کے معاملہ میں فکر ہی نہیں کی جب اس بچہ کی فکر کرنی تھی۔ صرف دنیوی چیزوں کی فکر کی۔جب انسان متقی اور نیک بنتا ہے تو اس کو اپنے والدین کی فکر ہوتی ہے۔ جس معاشرے میں دینداری نہیں ہے اس معاشرے میں والدین کی خدمت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ دوٹوک بات ہے کہ جہاں دین ہے وہاں والدین کی اہمیت ہے۔جہاں دین نہیں ہے وہاں والدین کی اہمیت کچھ نہیں، چاہے آپ نے اپنی اولاد کو سونے کا نوالہ کھلایا ہو، بہترین اسکولوں میں پڑھایا ہو اور ماں نے اپنے ہاتھوں سے اس کے منہ میں نوالے ڈالے ہوں۔ دین نہیں ہو گا اسے یہ کچھ بھی یاد نہیں ہو گا۔

OLD HOMES (بوڑھوں کا گھر)

چنانچہ امریکہ میں بوڑھوں کے لیےOld Homes ہیں، بوڑھے لوگ وہاں رہتے ہیں اور یہ مشہور بات ہے کہ کئی مرتبہ بوڑھا آدمی فوت ہوتا ہے یا عورت فوت ہوتی ہے تو بیٹے کو فون کیا جاتا ہے کہ Old Homes میں تیرا باپ فوت ہو گیا ہے یا تیری ماں فوت ہو گئی ہے۔بیٹا جواب میں کہتا ہے کہ آپ اس کو دفنا دیں، بل مجھے بھیج دیجیے گا، میں دفن کفن کا خرچہ بھیج دوں گا۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ اب تو ہمارے مسلمان ملکوں میں بھی یہ حال شروع ہو گیا ہے۔ہمارے شہر میںOld Homes بن چکے ہیں۔

ایک بیٹے کو اس شہر کراچی میں فون کیا گیا کہ تمہارا والد فوت ہو گیا ہے اور بیٹے نے پہلے تو کہا کہ "جی آتا ہوں" پھر فون کر کے کہا:" میری میٹنگ ہے، آپ ہی دفنا دیجیئے۔" انا للہ وانا الیہ راجعون، یہ سب کچھ دین نہ سیکھانے کا نتیجہ ہے۔

بس تھوڑا دین سے دور ہے

کئی ساتھی اپنے بچے کے بارے میں کہتے ہیں کہ ماشاء اللہ بہت ہی اچھے اسکول سے پڑھایا، بہت اچھی جاب لگ گئی ہے، معاشرے میں مقام بنالیا ہے، بس تھوڑا سا دین سے دور ہے، یہ آپ نے تو بڑے آرام سے کہہ دیا کہ تھوڑا سا دین سے دور ہے، یہ کوئی چھوٹی چیز نہیں، بلکہ اس دین سے دوری کی وجہ سے آپ کو اس دنیا میں بھی پریشانی ہو گی اور کل قیامت کے دن جب اللہ سوال کریں گے تو آپ کا جواب کیا ہو گا؟

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثال یہ دی ہے کہ ایک آدمی تھا کہ جس کے بارے میں شک تھا کہ یہ فوت ہوا ہے یا نہیں، ڈاکٹر کو بلایا گیا کہ اس کو چیک کریں، ڈاکٹر نے مختلف آلات لگا کر اس کو چیک کیا اور چیک کرنے کے بعد کہا کہ اس کی آنکھیں بھی صحیح ہیں، ہاتھ بھی صحیح لگ رہے ہیں، سر بھی صحیح ہے، بال بھی صحیح ہے، جسم کا ہر ہر عضو ٹھیک لگ رہا ہے، بس تھوڑی سی جان نکل گئی ہے۔ یہی حال اس کا ہے کہ جی کما بھی رہا ہے، انگریزی بھی فر فر بولتا ہے، بس دین سے تھوڑا دور ہے۔

والدین میں احساسِ گناہ نہیں

ہم دین سے دوری کو بہت چھوٹی چیز سمجھتے ہیں کہ نمازیں نہیں پڑھتا، سگریٹ پیتا ہے، لڑکیوں سے صرف دوستی ہے، اس سے زیادہ اور کچھ نہیں، کوئی غلط کام نہیں کرتا ہے۔ یہ اس لیے کہ ہمیں خود احساس نہیں ہے کہ یہ گناہ کتنی بڑی بلا ہے۔ آج ہمارے دل بھی گناہ کی وجہ سے بالکل سیاہ ہو گئے ہیں۔ گناہ کا احساس بھی ختم ہو گیا ہے۔

حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ کو کسی نے

دعوت دی۔ حضرت نے ایک لقمہ ہی کھایا تھا، مگر جسم بول پڑا کہ یہ حرام ہے۔ گناہ ایک آگ ہے۔ پاکیزہ ہستیاں، اللہ والے اس گناہ کی آگ کو برداشت نہیں کرپاتے ۔ لقمہ کھانے کے بعد ان کو یہ محسوس ہوا کہ یہ غلط کھایا ہے، آپ نے کہا کہ دعوت کرنے والے کی آمدنی حلال ہے یا حرام؟ تو وہ حرام نکلی، آپ پیچھے ہوگئے اور فرمایا:"ایک حرام لقمہ کھایا ہے اب دو مہینہ تک اس کی ظلمت مجھے محسوس ہوتی رہے گی۔"

جن کی زندگیاں پاک ہوتی ہیں ان کو اس گناہ کا احساس ہوتا ہے۔ آج یہ گناہ کا احساس نہیں ہے، اس لیے اتنا آرام سے کہہ دیا کہ تھوڑا سا دین سے دور ہے، باقی سب اچھا ہے۔

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے:"آپ وضو یا غسل کا پانی بہتا ہوا دیکھتے تو آپ دیکھ لیتے کہ کون سا گناہ دُھل رہا ہے۔ اللہ پاک نے یہ بصیرت دی تھی۔"

علماء فرماتے ہیں کہ اس چیز کے پیش نظر آپ نے فرمایا کہ جس پانی سے وضو کیا گیا ہو اُس کو مستعمل کہتے ہیں اور اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس پانی میں گناہ کا اثر ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من توضأ فأحسن الوضوء خرجت خطایاه من جسده حتی تخرج من تحت أظفاره ❶

جو اچھی طرح وضو کرتا ہے تو اس کے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں سے بھی نکل جاتے ہیں۔

---

❶ صحیح مسلم: 216/1

تربیت میں 5 اہم کام

اولاد کی تربیت اور اسکی اصلاح کے بارے میں مشائخ نے بہت کچھ لکھا ہے۔ چند چیزیں جو اہم ہیں، وہ آپ کے سامنے رکھ دی جاتی ہیں۔ ان پر عمل کرنے سے اولاد کی تربیت اچھے انداز میں ہو گی۔ وہ 5 اہم چیزیں یہ ہیں:

1. والدین خود نیکی پر آجائیں

اولاد کی تربیت اور ان کو نیکی کی طرف لے کر آنے میں سب سے اہم کام یہ ہے کہ والدین پہلے خود نیکی کی طرف آئیں، یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ خود نماز نہ پڑھیں اور بیٹے کو کہیں کہ تو نماز پڑھ، جب انسان خود عمل کرے گا تو اولاد بھی عمل کرے گی، خود عمل نہیں کر رہے تو اولاد کیسے عمل کرے گی؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا [1]

ترجمۃ: تو حکم کر اپنے اہل خانہ کو نماز پڑھنے کا اور خود بھی اس پر قائم ہو جا۔

اگر اولاد کو نماز پڑھانی ہے، ان کو نیکی پر لانا ہے، ان کو جھوٹ سے بچانا ہے، ان کو بد اخلاقی سے بچانا ہے تو پہلے خود عمل کرنا ہو گا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر آئی اور کہا کہ حضرت یہ گُڑ بہت کھاتا ہے اسکو نصیحت کریں کہ یہ گُڑ نہ کھائے، آپ نے فرمایا کہ اس کو کل لے کر آنا،

---

[1] سورۃ طٰہٰ: 132

کل میں اس کو نصیحت کروں گا۔ اگلے دن پھر بیٹے کو لے کر آئی اور کہا کہ اب نصیحت کر دیں، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بیٹے سے فرمایا کہ بیٹا گُڑ نہیں کھایا کرو، یہ اچھی چیز نہیں ہے۔ اتنی سی بات کہی اور پھر کہا کہ لے جاؤ، اس عورت نے کہا کہ حضرت اگر یہی بات آپ نے آج کرنی تھی تو کل ہی کر دیتے، تو حضرت نے فرمایا کہ ہاں کل کہہ تو سکتا تھا مگر میری بھی عادت زیادہ گُڑ کھانے کی تھی، کل میں نے اس سے توبہ کی اور آج اس کو نصیحت کی۔

انسان کے اعمال اس کے الفاظ سے زیادہ بڑی دعوت ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان خود جھوٹ بولے اور پھر بچوں سے امید کرے کہ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان خود بڑوں کا ادب نہ کرے اور یہ چاہے کہ میرے بچے بڑوں کا ادب کریں۔

پوری رات عبادت کا ماحول

کتابوں میں ایک بزرگ کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ بچوں سے بہت محبت کرتے تھے، ڈانٹ ڈپٹ نہیں کرتے تھے، سختی نہیں کرتے تھے، انکا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی، دل میں ایک خواہش تھی کہ یہ دونوں نیکی پر آجائیں، تو دل میں یہ آیا کہ میں پہلے خود گھر میں نیکی کا ماحول بناؤں اور ان کو نیکی کر کے دکھاؤں تو یہ نیکی کریں گے اور ایسا ہی کیا کہ بچوں سے کہا کہ اب میں رات کو عبادت کے لئے اٹھوں گا، بچوں نے بھی دیکھا کہ ابو رات کو عبادت کے لئے اٹھتے ہیں، پھر ایک دن بچوں سے کہا کہ اللہ کے ہم پر اتنے احسانات ہیں، میرا دل چاہتا ہے کہ ہم پوری رات عبادت کریں، رات کے اوقات میں ہم میں سے کوئی نہ کوئی عبادت کر رہا ہو۔ بچوں کو یہ بھی معلوم تھا کہ ہمارے والد بھی عبادت

کرتے ہیں، تو تینوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ رات کو تین حصوں میں تقسیم کریں گے، ایک حصہ میں والد عبادت کرے گا، ایک حصہ میں بیٹا عبادت کرے گا اور ایک حصہ میں بیٹی عبادت کرے گی کئی سال یہ معمول چلتا رہا۔

تربیت کا سب سے اہم جزء یہ ہے کہ انسان پہلے خود اعمال کرے، پھر بچے بھی عمل کی طرف آئیں گے. تو انسان خود گھر میں نیکی کرے گا تو دوسروں کو بھی نیکی کا شوق ہو گا اور آج اگر والد گھر میں موبائل فون پر بیٹھا رہے گا تو بیٹے نے آپ سے زیادہ موبائل فون استعمال کرنا ہے۔ آپ خبریں دیکھیں گے تو وہ فحاشی دیکھے گا۔ آپ فحاشی کریں گے تو وہ نعوذ باللہ اس سے آگے بڑھ جائے گا۔

2. گھر میں تعلیم کا اہتمام کریں

دوسرا کام یہ ہے کہ انسان بچوں کے لیے پورے دن میں نصیحت کا کوئی وقت رکھے، پورے دن میں کوئی نہ کوئی ایک وقت ایسا ہو جس میں ایک صفحہ کسی بھی حدیث کا پڑھ کے سنا دیں، کسی صحابی کا یا کسی بزرگ کا کوئی واقعہ پڑھ کر سنا دیں، اس کا اثر آپ اپنی زندگی میں دیکھیں گے۔

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ صرف دس منٹ اولاد کو اچھے اور محبت والے ماحول میں نصیحت کے لیے دیں پھر دیکھیں کہ اس کے کتنے اثرات ہوتے ہیں۔ اگر اولاد کو نیکی پر لانا ہے تو وقت دینا ہو گا۔ آج کا مرد یہ کہتا ہے کہ تربیت عورت کے ہاتھ میں ہے میرا کام بس گھر میں پیسے لے کر آنا ہے، ایسا نہیں ہے، بلکہ اللہ نے یہ حکم ہم پر لگایا ہے کہ اولاد کو بھی اور بیوی کو بھی آگ سے بچانا ہے اور صرف یہ نہیں، بلکہ جس نے اپنی اولاد کو نیک

بنایا اس نے اس دنیا میں زبردست انویسٹمنٹ (تجارت) کرلی ہے.
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

> انسان مرجاتا ہے تو اس کے سارے اعمال ختم ہو جاتے ہیں سوائے تین اعمال کے: ایک یہ کہ اس نے صدقہ جاریہ کیا ہو، دوسرا یہ کہ اس نے کسی کو نیک علمی فائدہ دیا، اور تیسرا فرمایا کہ جس نے نیک اولاد چھوڑی ہو جو اس کے لئے دعا کرتی ہو۔ ❶

اس سے بڑی انویسمنٹ نہیں ہو سکتی، تھوڑا وقت لگالیں اور ان کی تربیت کرلیں۔ جو اولاد کو نیکی پر لے آیا اس نے دنیا کو بھی آسان بنالیا اور آخرت کو بھی آسان بنالیا۔

3. محبت سے تربیت کریں

کئی مرتبہ والدین کے ذہن میں جیسے ہی تربیت کا نام آتا ہے تو فوراً ان کے ذہن میں آتا ہے کہ تربیت کرنے کی چیز ڈنڈا ہے، یہ غلط ہے، تربیت ڈنڈے چلانے کو نہیں کہتے، تربیت کسی کو محبت دے کر نیکی پر لے آنے کو کہتے ہیں. محبت سے آپ اولاد کو نیکی پہ لا سکتے ہیں، ڈنڈے سے نہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی تربیت کرنے میں مبارک سنت محبت تھی۔ ہر صحابی یہ سمجھتا تھا کہ اللہ کے نبی ﷺ کو مجھ سے سب سے زیادہ محبت ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہر ایک کو انفرادی محبت دی ہے، تربیت میں محبت ایک بہت بڑا عمل ہے۔

---

❶ إذا مات الإنسان انقطع عمله إلا من ثلاثة صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له
[الجمع بين الصحيحين البخاري ومسلم :3/236]

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

جو اللہ تعالیٰ نرمی پر جو عطا کرتے ہیں وہ سختی پر عطا نہیں کرتے۔ ❶

اور آج ہمارا یہ حال ہے کہ کسی دن ذہن میں آتا ہے کہ اولاد کی تربیت کرنی ہے تو بس غصہ کرنا شروع کر دیتے ہیں، خود تھوڑا سا عمل کر لیا بس فجر کے وقت بیٹے پر غصہ کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ جانوروں کی طرح سوتا رہتا ہے، تو تو فلاں گناہ کرتا ہے۔ یہ تربیت نہیں ہے۔ جیسی تربیت والد کی ہوئی ہے اس نے آگے ویسی تربیت کر دی ہے۔

حضرت سالم بن عمر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مبارک زندگی میں جب کوئی آدمی خواب دیکھتا اسے رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کرتا اور میں غیر شادی شدہ نوجوان تھا اور رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں، میں مسجد میں سویا کرتا تھا۔ میں نے نیند میں دیکھا، گویا کہ دو فرشتوں نے مجھے پکڑا اور مجھے دوزخ کی طرف لے گئے تو وہ کنویں کی دو لکڑیوں کی طرح لکڑیاں بھی تھیں اور اس میں لوگ تھے جنہیں میں پہچانتا تھا۔ میں نے (اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ) "میں آگ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں"، دہرانا شروع کر دیا ان دو فرشتوں میں سے ایک اور فرشتہ ملا تو اس نے مجھ سے کہا تو خوف نہ کر۔ پس میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے اس کا تذکرہ کیا تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! عبد اللہ کتنا اچھا آدمی ہے، کاش یہ اٹھ کر رات کو نماز پڑھے۔

---

❶ قال (ﷺ): یا عائشة إن الله رفيق يحب الرفق ويعطي على الرفق ما لا يعطي على العنف وما لا يعطي على ما سواه. [صحیح مسلم: 2003/4]

سالم نے کہا اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ رات کو تھوڑی دیر ہی سویا کرتے تھے۔ ❶

محبت نرمی کرنے کا نام نہیں

محبت کی زبان سے بڑھ کر کوئی زبان نہیں ہے، مگر آج ہم محبت کا مطلب غلط سمجھے ہوئے ہیں کہ ہمیں تو اپنے بچوں سے محبت ہے، ہم زیادہ سختی نہیں کرتے کہ بیٹا! تو نے نماز نہیں پڑھنی تو نہیں پڑھ، روزہ نہیں رکھنا تو نہ رکھ، یہ محبت نہیں ہے۔ یہ تو اس کو اپنے اوپر مسلط کرنا ہے۔ اسکو یہ کہیں کہ مجھے تجھ سے محبت ہے، مگر میرا مطالبہ تجھ سے نماز کا ہے اور میرا مطالبہ تجھ سے روزے کا ہے اور میرا مطالبہ تجھ سے یہ ہے کہ تو گناہ نہ کر۔

چنانچہ قرآنِ پاک میں واقعہ مذکور ہے:

حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخری وقت تھا۔ انہوں نے اپنے سارے بیٹوں کو بلالیا اور سارے بیٹوں کو بلا کر ان سے کہا کہ میں تم سے ایک آخری بات کرنا چاہتا ہوں۔ آج کل کوئی باپ آخری بات کہنے کے لیے بلاتا ہے تو وہ مال کے متعلق وصیت کرتا ہے، کسی کاروبار سے متعلق وصیت کرتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ اپنی ماں کا خیال رکھنا، اپنی بہن کا خیال رکھنا] اور حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارے بیٹوں کو فرمایا کہ میرے بعد عبادت کس کی کرو گے؟ بیٹوں نے بھی جو جواب دیا وہ بہت خوبصورت تھا، بیٹوں نے جوابدیا کہ ہم عبادت کریں گے آپ کے اور آپ کے آباء واجداد حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق (علیہم السلام)

---

❶ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: .... فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ» قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللهِ، بَعْدَ ذَلِكَ، لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا. [صحیح مسلم: 4/1927]

کے معبود کی جو ایک ہی ہے۔ ❶

نیک والدین اپنی اولاد سے نیکی پر بات کرتے رہتے ہیں۔

4. دعا کا اہتمام کریں

کچھ لوگ آ کر کہتے ہیں کہ میں نے خود بھی عمل شروع کر دیا۔ اس کو وقت بھی دے رہا ہوں۔ میں اس کو محبت بھی دے رہا ہوں۔ جو کھانا چاہتا ہے اس کو کھلاتا بھی ہوں اور میں اس کو کہتا ہوں کہ ہر روز قران پڑھا کر، مگر یہ قرآن کھولتا ہی نہیں۔ نماز پڑھا کر مگر یہ نماز نہیں پڑھتا۔ ساری چیزیں کر رہا ہوں مگر فرق نہیں آ رہا۔ اب کیا کروں؟ تو اللہ تعالی نے ایک راستہ اور بھی رکھا ہے: وہ یہ ہے کہ "والدین اولاد کے لیے دعا کریں۔"

ہمارے ایک قریبی دوست بینک میں کام کرتے تھے۔ اب بینک کی نوکری چھوڑ دی۔ انہوں نے ہمیں گھر میں دعوت پر بلایا تو بات چیت کے دوران میں نے کہا کہ آپ نے نوکری کیوں چھوڑ دی؟ کہنے لگے کہ شادی کے ایک دو سال بعد اللہ نے بیٹی دی اور بیٹی کی پیدائش کے چھ مہینے بعد ہی ڈاکٹر نے کہا کہ اس کا بچنا مشکل لگ رہا ہے، اس کے خون کے سیل کم ہوتے جا رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ملک کے جتنے بڑے ڈاکٹر تھے، ہر ایک کو دکھا دیا۔ سب نے ہمیں یہی کہا کہ اب بچی بچ نہیں سکتی۔ یہ خبر ہمارے لئے کسی دھماکے سے کم نہیں تھی۔ ہم دونوں روتے ہوئے کسی بزرگ کے پاس دعا کروانے گئے۔ ان بزرگ نے کہا کہ والدین کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور تہجد کے وقت کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ہم میاں بیوی دونوں بلا ناغہ تہجد کے اوقات میں اٹھتے، اہتمام سے نوافل ادا کرتے اور پھر

❶ سورہ البقرۃ: 133

اہتمام سے اپنی بیٹی کے لیے دعا کرتے۔ اللہ نے بیٹی کو آہستہ آہستہ صحت دینا شروع کی اور الحمدللہ اللہ نے پوری طرح سے صحت یاب کر دیا۔ اس کی خوشی میں آج یہ دعوت منعقد کی ہے۔ جب اللہ نے ہم پر اتنا بڑا احسان کیا تو اب اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔

جو والدین اولاد کے لیے ہر روز دعا کر رہے ہیں، اللہ سے مانگ رہے ہیں، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ ان کی تربیت کے بارے میں فکر مند ہیں۔ اگر پوری زندگی دعائیں کرتے کرتے دنیا سے چلے گئے اور اولاد نیک نہ بن سکی تو قیامت کے دن جب سوال ہو گا تو آپ کہیں گے کہ یا اللہ! ہر روز دعا کرتا تھا۔ اپنی طرف سے کوشش کرتا رہا تھا۔

5. تربیت کرنے میں ہار نہ مانیں

پانچویں چیز اولاد کی تربیت میں ہار نہ ماننا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا [1]

ترجمۃ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ۔

تو اگر ہم دنیا میں اپنی اولاد کو آگ میں جاتا ہوا دیکھیں تو ہماری نیندیں حرام ہو جائیں، اسی طرح ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ اولاد کے معاملہ میں ہم ہار نہ مانیں۔ اپنی طرف سے پوری فکر کرتے رہیں کہ کسی نہ کسی طرح سے اس کو نیکی پر ڈالنا ہے۔

چنانچہ ہمارے ایک جاننے والے حافظ، نیک، متقی بزرگ تھے۔ انکو بہت شوق

---

[1] سورۃ التحریم: 6

تھا کہ میرا بیٹا بھی حافظ قرآن بنے۔ بیٹے کو مدرسہ میں داخلہ کروایا۔ سال گذر گیا، مگر بیٹا آگے بڑھ ہی نہیں رہا تھا۔ اساتذہ نے کہا کہ یہ حفظ نہیں کر سکتا، آپ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اس کو کسی اور کام میں داخلہ کروادیں۔ ان بزرگ کو بہت افسوس ہوا کہ میں حافظ ہوں اور میرا دل چاہتا تھا کہ میرا بیٹا بھی حافظ ہو اور میرے لئے صدقہ جاریہ بنے، مگر اس کا ذہن ہی کام نہیں کر رہا۔ بہت غم زدہ تھے۔ اس غم کے عالم میں ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوگئے کہ حضرت! آپ دعا کریں اور کوئی وظیفہ بتادیں کہ کسی طرح میرا بیٹا حافظ قرآن بن جائے۔ حضرت نے فرمایا: "ایک وظیفہ بتاتا ہوں۔ اگر کر لوگے تو صرف یہ بیٹا ہی نہیں بلکہ تمہاری نسلوں میں قرآن کا فیض جاری ہو جائے گا۔ وظیفہ یہ ہے کہ پورے دو سال ہر روز ایک پورا قرآن تلاوت کرنا ہے۔" انھوں نے سوچا کہ ہر روز ایک قرآن پورا تلاوت کرنا ہے؟ یہ تو بہت سنجیدہ کام ہے۔ کبھی انسان بیمار ہوتا ہے اور کبھی سفر ہوتا ہے۔ دو سال تک پورا قرآن ہر روز پڑھنا آسان کام نہیں ہے، مگر اپنے بیٹے کے بارے میں اتنے فکر مند اور غمزدہ تھے کہ انھوں نے حضرت سے کہہ دیا کہ حضرت میں یہ کرنے کے لیے تیار ہوں اور اللہ کی شان ایسے وعدہ کے پابند رہے کہ واقعی پورے دو سال ہر روز بلاناغہ ایک قرآن مکمل کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں یہ منظر دیکھا کہ میرا صرف یہ بیٹا ہی نہیں بلکہ میرے جتنے بیٹے تھے اور جتنی بیٹیاں تھیں، اللہ نے سب کو حافظ قرآن بنادیا۔ کئی سال بعد میں نے وہ منظر بھی دیکھا کہ میرے سب پوتے، پوتیاں اور نواسے، نواسیوں کو اللہ تعالی نے حافظ قرآن بنادیا۔ اب میں نے اپنی اولاد کو وصیت کر دی کہ ہمارے بچوں کی شادیاں صرف حافظ قرآن سے ہوں تاکہ خاندان میں کوئی غیر حافظ قرآن نہ رہے۔

اولاد کے بارے میں ہار نہیں ماننی ہے۔ آخر تک ہم نے کوشش کرنی ہے۔ والدین کی کوششیں کئی مرتبہ والدین کے مرنے کے بعد رنگ لاتی ہیں۔ والدین پوری زندگی دعا کرتے رہتے ہیں کہ یہ نیک بن جائیں اور بچے گناہ میں بڑھتے رہتے ہیں اور جیسے ہی والدین فوت ہوتے ہیں اور اس کے بعد اس کی نیکی کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ ہمیں اس محنت کا صلہ ضرور ملنا ہے اور یہ محنت کئے بغیر ہمارا چھٹکارہ نہیں ہے۔

اللہ تعالی ہماری اولادوں کو نیک اور فرمانبردار بنائے۔ اللہ تعالی ہمیں اس حکم پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِين

ہاں نیند تمہیں پیاری ہے

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	**زیادہ سونے والے لوگ**	44
2	**رات کو نہ سونے والے لوگ**	44
3	**زیادہ سونے کے نقصانات**	45
4	1. فجر کی نماز نہ پڑھنا	45
5	2. اپنے اوقات پر کنٹرول نہ ہونا	46
6	← زیادہ سونے والا (Useless Bomb) بیکار ہے	47
7	**3.** ذکر واذکار نہ کرنا	47
8	4. حقوق پامال کرنا	48
9	5. مزاج میں غصہ ہونا	48
10	6. رات کے وقت گناہ میں مبتلا ہو جانا	49
11	**زیادہ سونے کی وجہ**	50
12	**زیادہ سونے کی بیماری کا علاج**	51
13	1. پہلا علاج : دعا	51
14	2. دوسرا علاج: اللہ کی یاد	52
15	← ہمارے اکابر اور اللہ کی یاد	53
16	3. تیسرا علاج: اللہ والوں کی صحبت	54
17	4. چوتھا علاج: عاجزی	54

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : أَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْن ، وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْن

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن.

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ [1]

ترجمۃ: اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو۔

اللہ تعالیٰ نے دن کام کے لئے بنایا ہے اور رات آرام کے لئے، جب انسان اس ترتیب کو بدلتا ہے، راتوں کو جاگتا ہے اور دن میں سوتا ہے، فطرت بدلنے کی وجہ سے بہت سارے نقصانات اٹھاتا ہے۔

[1] سورۃ الغافر: 61

زیادہ سونے والے لوگ

کچھ لوگوں کی نیند زیادہ ہوتی ہے، جو رات کو سوتے بھی ہیں پھر بھی ان کے لئے صبح وقت پر اٹھنا مشکل ہوتا ہے، وہ Oversleep کرتے ہیں، زیادہ سوتے ہیں، یہ لوگ فطرت نہیں بدلتے، بس زیادہ سوتے ہیں۔

رات کو نہ سونے والے لوگ

کچھ لوگ فطرت بدلتے ہیں، وہ رات کو سوتے ہی نہیں ہیں یا رات کو بہت دیر سے سوتے ہیں اور پھر دن میں بھی زیادہ سوتے ہیں تو یہ Oversleep کرنے والا، زیادہ سونے والا زیادہ نقصان اٹھاتا ہے بلکہ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ زیادہ سونے والا بندہ وہی ہے جو راتوں کو دیر تک جاگتا ہے، کیونکہ جب رات کو جاگتا ہے تو پھر صبح دیر سے اٹھتا ہے، دیر سے اٹھنے کی وجہ سے رات کو جلدی نیند نہیں آتی، تو وہ اور زیادہ دیر سے سوتا ہے جس کی وجہ سے صبح اور دیر سے اٹھتا ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے ایسے لوگوں کو دیکھا کہ ایک وقت تھا کہ ان کے اٹھنے کا وقت صبح بارہ بجے تھا اور بارہ بجے بھی قابلِ مذمت ہے، پھر آہستہ آہستہ ان کا جاگنے کا وقت ایک بجے ہوا پھر دو بجے پھر تین بجے، پھر ایسا بھی وقت آیا کہ وہ مغرب کے قریب جا کر اٹھتے اور سونے کا وقت پہلے رات کو دو بجے تھا پھر تین بجے پھر چار بجے پھر فجر کے بعد پھر اشراق کے بعد پھر صبح کے آٹھ نو بجے سوتے. یہ لوگ فطرت کو بدلنے والے ہیں۔

زیادہ سونے کے نقصانات

اللہ تعالیٰ نے زیادہ سونے والے پر ایک عذاب مسلط کر دیا ہے، زیادہ سونے کو اور رات کو نہ سونے کو چھوٹی چیز نہ سمجھیں، اس کے بہت سارے نقصانات ہیں۔

1. فجر کی نماز نہ پڑھنا

ان نقصانات میں سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ انسان فجر میں نہیں اٹھ پاتا۔
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

> جس نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لی گویا اس نے آدھی رات عبادت کی اور جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھ لی گویا اس نے پوری رات عبادت کی۔ ❶

کچھ لوگ یہ نیت کرتے ہیں کہ ہم پوری رات عبادت کریں گے اور صبح فجر پڑھ کر سوئیں گے، بعض اوقات یہ بھی شیطان کی طرف سے ایک دھوکا ہوتا ہے، رات کے ابتدائی حصہ میں تو عبادت کرتے ہیں مگر پھر وقت ضائع کرتے ہیں، غفلت والے کاموں میں یا گناہوں میں مشغول ہو جاتے ہیں، پھر رات کے آخر پہر میں نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے تو فجر ضائع ہو جاتی ہے۔

حضرت سلیمان بن اَبی حَثمہ رضی اللہ عنہ جَلیلُ القَدر لوگوں میں سے تھے، حضور ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے؛ مگر حضور ﷺ سے روایت سننے کی نوبت کم عُمری کی وجہ سے نہیں

---

❶ من صلى العشاء في جماعة فكأنما قام نصف الليل ومن صلى الصبح في جماعة فكأنما صلى الليل كله

[صحيح مسلم: 454/1]

آئی، ان کا گھر مسجد نبوی اور بازار کے درمیان میں تھا، ایک دن اتفاق سے صبح کی نماز میں موجود نہ تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُس طرف تشریف لے گئے، اور اُن کی والدہ سے پوچھا کہ: سلیمان آج صبح کی نماز میں نہیں تھے؟ والدہ نے کہا کہ رات بھر نفلوں میں مشغول رہا، نیند کے غلبہ سے آنکھ لگ گئی، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَیں صبح کی جماعت میں شریک ہوں یہ مجھے اِس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ رات بھر نفلیں پڑھوں۔ ❶

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إن أثقل صلاة على المنافقين صلاة العشاء، وصلاة الفجر ❷

منافقوں پر سب سے زیادہ بھاری نماز عشاء اور فجر کی نماز ہے

کچھ لوگ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ شیخ پوچھیں گے کہ فجر قضاء ہوتی ہے کہ نہیں؟ تو فجر کی نماز قضاء نہ ہو اس کا حل سوچتے ہیں اور ہمت کر لیتے ہیں اور فجر تک جاگ جاتے ہیں نز فجر کی نماز پڑھ کر پھر سوتے ہیں تو ظہر کی نماز قضاء ہو جاتی ہے، شیخ نے تو فجر کا پوچھنا ہے، ظہر کی نماز کا تو شیخ نے نہیں پوچھنا تو پھر اس کی فکر بھی نہیں ہوتی۔

2. اپنے اوقات پر کنٹرول نہ ہونا

دوسرا بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ ایسے شخص کو اپنے اوقات پر کنٹرول نہیں ہوتا یعنی وہ کسی سے یہ وعدہ نہیں کر سکتا کہ میں فلاں وقت پر تم سے مل لوں گا، اکثر اس کے وعدے

---

❶ أن عمر بن الخطاب فقد سليمان بن أبي حثمة في صلاة الصبح.............فقال عمر: «لأن أشهد صلاة الصبح في الجماعة أحب إلي من أن أقوم ليلة» [موطأ مالك: 131/1]

❷ صحيح مسلم: 451/1

جھوٹے ہوں گے، وہ کسی کام کا ہی نہیں رہتا، اس کے ذمہ کوئی کام ہی نہیں لگایا جاسکتا، نہ دنیاوی کام لگایا جاسکتا ہے نہ دینی کام، نہ وہ کوئی نوکری کر سکتا ہے کیونکہ عام طور پر نوکریاں صبح نو بجے شروع ہوتی ہیں اور یہ شخص صبح اٹھ ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ پوری رات اس نے جاگنا ہے اور پھر اس نے صبح کافی دیر تک سونا بھی ہے. اللہ والوں نے بھی راتیں جاگ کر گزاری ہیں، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی مگر راتوں کو بھی جاگتے تھے، پھر دن میں بھی جاگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو راتوں میں جاگنے کے باوجود اپنے اوقات پر اور اپنی نیند پر کنٹرول دیا تھا۔

زیادہ سونے والا (Useless Bomb) بیکار ہے

انگریزی میں کہتے ہیں Useless Bomb اردو میں اس کا ترجمہ ہوتا ہے بیکار ملنگ بن جانا عام طور پر یہ راتوں کو جاگنے والا نہ کام کے قابل ہوتا ہے، نہ جاب کے قابل، نہ کاروبار کے قابل، نہ تعلیم کے قابل، نہ اپنی ذمہ داریاں اٹھانے کے قابل۔ جو دنیاوی کام اس کے ذمہ لگائے جاتے ہیں اس میں وہ آسانی ڈھونڈتا ہے. اگر تعلیم ذمہ لگائیں گے تو وہ نقل کر کے پاس ہونے کی کوشش کرے گا۔ والدین کہیں گے نوکری کر لو تو وہ کوئی ایسی نوکری ڈھونڈے گا جو دن میں صرف دو گھنٹے کی ہوگی، کاروبار کرنے کا اگر اس کو کہیں گے تو وہ کہے گا کوئی ایسا کاروبار ہو جس میں مجھے کچھ بھی نہ کرنا پڑے.

3. ذکر و اذکار نہ کرنا

راتوں کو جاگنے والا اور دن میں سونے والے کا ایک نقصان یہ ہے کہ ایسے بندے سے ذکر اذکار کی معمولات کی توفیق چھین لی جاتی ہیں۔ کہنے کو پوری رات فارغ ہے بیوی بھی سو رہی ہے،

والدین بھی سو رہے ہیں، بچے بھی سو رہے ہیں، ذکر اذکار کے لئے اچھا وقت ہے مگر چونکہ یہ مصیبت اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہے، کسی گناہ کی وجہ سے آئی ہوئی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ذکر واذکار کی بھی توفیق نہیں دیتے. در حقیقت یہ انسان مردہ ہوتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مثل الذی یذکر ربہ والذی لایذکر ربہ کمثل الحی والمیت ❶

یعنی جو اللہ کو یاد کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو اللہ کو یاد نہیں کرتا مردہ ہے۔

ایسا بندہ ممکن ہے کسی شیخ کی صحبت میں آجائے، کسی شیخ سے بیعت بھی کرلے مگر راتوں کو جاگنے والا اور پھر دن کو سونے والا شیخ کے بتائے ہوئے معمولات بھی نہیں کر سکتا۔

4. حقوق پامال کرنا

عام طور پر ایسا بندہ اپنے ذمہ جو حقوق ہوتے ہیں ان کو پامال کر رہا ہوتا ہے، والدین اس سے وقت چاہیں گے وہ والدین کو وقت نہیں دے سکے گا، بیوی بچے اس سے وقت چاہیں گے وہ بیوی بچوں کو وقت نہیں دے سکے گا، کام کاروبار اس سے وقت چاہے گا وہ اس کو وقت نہیں دے سکے گا. بچوں کی تربیت جو اس کے ذمہ ہے وہ نہیں کر سکے گا، گھر کے کام جو اس کے ذمہ ہیں وہ نہیں کر سکے گا. یہ بندہ والدین کو خوش نہیں کر سکے گا، نہ رشتہ داروں کو، نہ ہی بیوی بچوں کو۔

5. مزاج میں غصہ ہونا

اسی طرح رات میں جاگنے والا بندہ عموماً غصہ والا اور چڑچڑا بندہ ہوتا ہے. کیونکہ لوگ اس

❶ صحیح البخاری: 86/8

سے ڈیمانڈ کرتے ہیں کہ ہمیں وقت دو، اور یہ وقت نہیں دے گا، یا اس کے ذمہ کام لگایا جائے گا اور وہ کام نہ کر سکے گا جس پر لوگ اس سے ناراضگی کا اظہار کریں گے کہ تم نے فلاں کام نہیں کیا، سب کا جواب تو یہی بنتا ہے کہ میں ہی ناکارہ ہوں جو راتوں کو جاگتا ہوں اور صبح سوتا ہوں جس کی وجہ سے کام کا وقت نکل جاتا ہے. مگر یہ غصہ کرے گا کہ تم مجھ سے کچھ نہ پوچھو تو پوچھنے والا خاموش ہو جائے گا۔ اپنے آپ کو تبدیل کرنے کے بجائے وہ اس کا حل یہ سوچے گا کہ غصہ والا بن جاؤ تاکہ کسی کو پوچھنے کی ہمت نہ ہو۔

چنانچہ والدین کسی کام کے بارے میں پوچھیں گے تو معقول جواب دینے کے بجائے لڑائی ہو گی تاکہ والدین کو پوچھنے کی ہمت ہی نہ ہو، آخر کو ماں یہی کہے گی کہ اس کو نہ ڈانٹو، شوہر سے کہے گی کہ اس کو نہ ڈانٹو کہ یہ پھر اور ناراض ہو جائے گا۔ بیوی بھی اس کے غصے کی وجہ سے خاموش ہو جائے گی۔ حتیٰ کہ شیخ کی بھی ہمت نہیں ہوتی کہ وہ پوچھ لے کہ تو معمولات کیوں نہیں کر رہا؟

6. رات کے وقت گناہ میں مبتلا ہو جانا

ایک نقصان اس کا یہ بھی ہے اور یہ بڑا نقصان ہے کہ رات میں گناہ کرتا ہے، کوئی پوچھنے والا نہیں، سب سوئے ہوئے ہیں، بیوی بچے بھی سوئے ہوئے ہیں اور والدین بھی، اس وقت گناہ کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ آج کے زمانے میں گناہ کرنے کے لئے گھر سے نکل کر کہیں جانا نہیں پڑتا، بلکہ آج گناہ انسان کے موبائل فون میں موجود ہے اور اب تو 3G اور 4G ٹیکنالوجی آگئی، پچیس کروڑ سے زیادہ فحاشی کی ویب سائٹس موجود ہیں اور ساری بہت آرام سے موبائل فونوں پر چل جاتی ہیں، ٹی وی کا شور بھی مچانے کی ضرورت نہیں

ہے ہاتھ میں گناہ موجود ہے، بلکہ کئی مرتبہ نوجوان انتظار کرتا ہے کہ سارے سوئیں تو میں رات بھر جاگ کر یہ گناہ کروں اور کئی مرتبہ یہ نیت نہیں ہوتی، بلکہ اچھی نیت کرتا ہے کہ میں دینی کتابیں پڑھ لوں اور انٹرنیٹ پر دینی بیانات سن لوں، مگر آہستہ آہستہ پھر انسان گناہ والی جگہوں پر اور گناہ والی ویب سائٹس پر چلا جاتا ہے۔ عموماً یہ راتوں کو جاگنے والا اور دن میں سونے والا راتوں میں جاگتے ہوئے گناہ کررہا ہوتا ہے. ایک آئی ٹی ریسرچ کمپنی کہتی ہے کہ 2020ء میں دنیا کے جو سات ارب لوگ ہیں ان میں سے پانچ ارب لوگوں کے پاس یہ اسمارٹ فون اور انٹرنیٹ والا فون موجود ہوگا۔ اچھے اچھے نیک لوگ اس میں پھنس جاتے ہیں. ایک دن تو بہت زیادہ غم کی کیفیت ہوئی۔ مجھے کسی عالم نے بتایا کہ مجھے انٹرنیٹ آتا ہی نہیں تھا۔ انٹرنیٹ میں اپنے بڑوں کے بیانات سننے کے لئے سیکھا اور اس کو سیکھنے کے بعد بیانات سنتے سنتے فحاشی کی ویب سائٹس کو دیکھنا شروع کردیا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

> بُری صحبت سے بہتر ہے کہ انسان اکیلا رہے مگر اکیلے رہنے سے بہتر ہے کہ اچھی صحبت اختیار کرے۔ ❶

لوگ آس پاس ہوتے ہیں تو انسان گناہ سے بچتا ہے۔

زیادہ سونے کی وجہ

یہ اس صورتحال میں پہنچتا کیسے ہے کہ راتوں کو جاگنا شروع کردیتا ہے اور پورا

---

❶ یقول: الوحدة خير من جليس السوء والجليس الصالح خير من الوحدة..... الخ

[شعب الإيمان - البيهقي: 4/256]

پورادن سونے لگتاہے؟

1. ایک وجہ تو یہ ہوتی ہے کہ کوئی ایسا وقت ہوتا ہے جہاں اس کو فراغت ہوتی ہے، صبح کچھ کام نہیں کرنا ہوتا تو انسان راتوں کو جاگنے لگتاہے اور اس کی یہ ترتیب بن جاتی ہے۔

2. دوسری وجہ صرف تن آسانی ہوتی ہے، انسان کہتا ہے کہ عیاشی کریں، زیادہ سوئیں، دل ہورہاہے کہ زیادہ سوئیں مگر یہ آہستہ آہستہ مرض بن جاتا ہے. آج کے ڈاکٹرز پوری رات جاگنا اور دن کے سونے کو بہت بڑا مرض کہتے ہیں، اس کو (Sleep Disorder) کہتے ہیں اور اس کے لئے دوائیاں بھی دیتے ہیں. اس امت کے مشائخ فرماتے ہیں کہ جس کو یہ عادت ہوتی ہے کہ اس کی اصل وجہ یہ بیماری نہیں ہے بلکہ اللہ کے آرڈر کو نہیں مانناہوتاہے۔

3. تیسری وجہ انسان کی زندگی میں کوئی گناہ ہوتا ہے جس گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر یہ مصیبت ڈال دیتے ہیں پھر کئی مرتبہ نکلنے کی کوشش بھی کرتا ہے، نہیں نکل پاتا۔

زیادہ سونے کی بیماری کا علاج

اب اس بیماری سے نکلنے کی صورت کیا ہوگی؟ کیسے فجر کی نماز کی ادائیگی مسجد میں کی جاسکے؟ ان نقصانات سے کیسے بچا جائے؟ کیونکہ اس مصیبت میں کروڑوں انسان مبتلا ہیں۔ آج کے زمانے میں ایسا محسوس ہورہاہے کہ ہر دوسرا تیسرا بندہ اس میں پھنسا ہوا ہے۔ تو اس کا کوئی علاج بھی ہونا چاہئے۔ اس بیماری کے 4 علاج ہیں:

1. پہلا علاج: دعا

اس مصیبت میں سے نکلنے کا ایک طریقہ ہمارے مشائخ نے یہ بتایا ہے کہ انسان سب سے

پہلے اللہ سے دعا کرے، خوب عاجزی سے دعا کرے، اللہ سے خوب مانگے. اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ انسان کے اس (Sleep Disorder) زیادہ سونے کی بیماری کو صحیح کردیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ زندگی کا ایک وقت ایسا آیا کہ مصروفیت بہت زیادہ بڑھ گئی، حضرت کے متعلقین بھی بہت ہو گئے تھے، کتابوں کی تصنیف کا کام بھی بڑھ گیا تھا، دین کا کام ملکوں میں پھیل گیا تھا، بہت کم سوتے تھے، تین چار گھنٹے کی نیند تھی مگر پھر بھی کام پورے نہیں ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا شروع کر دی کہ اے اللہ! یہ نیند بھی تو تیری مخلوق ہے۔ اس نیند میں میرے لئے برکت ڈال دے کہ تھوڑی نیند میں میرا کام پورا ہو جائے. پھر زندگی کے آخری کئی سال صرف ایک گھنٹہ نیند پر وقت گزارتے تھے۔

دعا کرنا اس چیز کو دکھاتا ہے کہ یہ جو بندہ اس مصیبت میں پھنس گیا ہے یہ نکلنا بھی چاہتا ہے یا نہیں؟ کئی نوجوان اس مصیبت کو انجوائے کر رہے ہو، نکلنا بھی نہیں چاہتے۔ تو اس مصیبت سے نکلنے کی دعا انسان کو اس مصیبت سے نکالتی ہے۔

2. دوسرا علاج: اللہ کی یاد

دوسری چیز جو انسان کو اس مصیبت سے نکالتی ہے وہ ہے اللہ کی یاد۔ انسان اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ کی یاد غفلتوں کو دور کرتی ہے۔ اور یہ نیند بھی غفلت کی ایک شکل ہے۔ جہاں اور غفلتیں اللہ کی یاد سے دور ہوتی ہیں وہاں یہ غفلت بھی دور ہو جاتی ہے۔ اس رات کو عبادت کا وقت بنائیں پھر دیکھیں صبح دن بھر نہیں سوئیں گے۔ یہ اللہ رب العزت کی یاد دلوں کو زندہ کرتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مثل الذی یذ کر ربہ والذی لایذ کر ربہ کمثل الحی والمیت[1]

یعنی جو اللہ کو یاد کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو اللہ کو یاد نہیں کرتا مردہ ہے۔

تو اگر یہی پوری رات عبادت میں گزار لیں تو پھر پورا دن نہیں سوئیں گے۔اس لئے ہمارے جتنے اکابر تھے پوری رات عبادت کرتے تھے، دن میں ایسے نہیں کہ پورا دن پڑے ہوئے ہیں، ضرورت کی نیند ہوتی تھی اور وہ پوری ہوتی تھی. اللہ کی یاد انسان کی نیند میں برکت ڈال دیتی ہے. آج ہم راتوں کو اس لئے جاگتے ہیں کہ کوئی دیکھنے والا نہ ہو ہم گناہ کرلیں، یہ اللہ والے راتوں کو اس لئے جاگتے تھے کہ کوئی بیچ میں نہ ہو اور ہم اپنے رب کے ساتھ محبت کا اظہار کرلیں تو اللہ تعالیٰ زندگیوں میں برکت ڈال دیتے۔

◄ ہمارے اکابر اور اللہ تعالیٰ کی یاد

امامِ اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی، چالیس سال پوری پوری رات عبادت میں گزار دی۔ حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ پوری رات عبادت کرتے تھے۔ ان کے سامنے ایک لوہار رہتا تھا اور وہ لوہار ہر رات تھکا ہوا جب اپنے بستر پر آتا تو وہ دیکھتا کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سیڑھی پر چڑھ کر اپنی چھت پر جاتے اور وہ یہی سوچتا کہ میں پوری رات سوتا رہوں گا اور یہ پوری رات اللہ کے سامنے عبادت کرتے رہیں گے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں مشہور ہے کہ "رہبان فی اللیل" کہ رات کو

---

[1] صحیح البخاري: 86/8

عبادت گزار تھے اور "فرسان بالنھار" اور دن میں گھڑسوار تھے۔راتوں کو مصلے کو بھگوتے تھے آنسوؤں سے اور دن کو گھوڑوں پر جہاد کرتے تھے۔

3. تیسرا علاج: اللہ والوں کی صحبت

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان اللہ والوں کی صحبت اختیار کرے۔ اللہ والوں کی صحبت انسان کو صاحبِ نسبت بنادیتی ہے اور صاحبِ نسبت انسان کا ایک وصف یہ ہے کہ وہ ابو الوقت ہوتا ہے۔ یہ اصطلاح (Term) استعمال کی جاتی ہے کہ وہ وقت کا باپ ہوتا ہے یعنی وقت اس کے کنٹرول میں ہوتا ہے اور جو عام بندہ ہوتا ہے وہ ابن الوقت ہوتا ہے، وہ وقت کا بیٹا ہوتا ہے۔ وقت اس کو کنٹرول کررہا ہوتا ہے۔ جو صاحبِ نسبت بن جاتا ہے وہ ایسا نہیں کہ وہ کہے کہ جی صبح آٹھ بجے میں فلاں جگہ پر پہنچ رہا ہوں اور نہیں پہنچے گا۔ اس کو اپنے وقت پر کنٹرول ہے. جس وقت سلالو اور جس وقت جگالو. یہ اللہ والوں کی صحبت انسان کو جگاتی ہے۔

4. چوتھا علاج: عاجزی

چوتھا طریقہ اس مصیبت سے نکلنے کا یہ ہے کہ انسان عاجزی کرے. کئی مرتبہ انسان یہ غلطی کررہا ہوتا ہے اور اُس کے اوپر پھر اکڑ بھی رہا ہوتا ہے تاکہ کوئی اس سے پوچھے نہیں، جو جتنا اکڑتا رہے گا اتنا ہی یہ مرض بڑھتا جائے گا اور جو انسان عاجزی کرنا شروع کردے گا کہ ہاں جی، مجھ سے غلطی ہورہی ہے تو یہ مرض ختم ہوتا جائے گا۔ عاجزی کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ ہر ایک کے جوتے اٹھانا شروع کردے، عاجزی ایک دل کا عمل ہے. اپنے دل میں اپنے آپ کو برا سوچنے لگے کہ ہاں جی مجھ سے زیادہ بدتر کوئی نہیں ہے، مجھ سے زیادہ خراب کوئی نہیں ہے اور پھر یہ عاجزی انسان کی حرکات وسکنات میں، انسان

کے الفاظ میں ظاہر ہوتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من تواضع للہ رفعه الله ❶

جو اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ پھر اس کو اٹھاتے ہیں۔

پھر یہ شرمندگیاں نہیں رہتی، ہر طرف باتیں سننے کو نہیں ملتی. پھر اللہ تعالیٰ انسان کو اٹھاتے ہیں. چنانچہ ہمارا جاننے والا ایک نوجوان تھا، دیکھنے میں وضع قطع اللہ والوں کی تھی اور حال یہ تھا کہ فجر قضا ہو جاتی تھی، رات کو سوتے تھے اور وقت پر اٹھ ہی نہیں پاتے تھے، لوگ تو سمجھتے تھے کہ بڑا دیندار آدمی ہے اور وہ بنتے بھی ایسے ہی تھے، خود بتاتے۔ سب کو ایسا ظاہر کرتے کہ فجر کیا کبھی تہجد بھی قضا نہیں ہوئی ہوگی۔ اب اتنا وقت اس طرح اس اکڑ میں گزر گیا کہ شرم آنے لگی. کہتے ہیں کہ آخر کار ہمارے گھر میں ایک آدمی رہنے کے لئے آیا اور وہ عام سا آدمی تھا، نہ اتنا دیندار تھا مگر عاجز آدمی تھا، اس نے پہلی رات ہی مجھ سے کہا کہ بھائی میں تو بڑا کمزور اور بہت ہی عام سا مسلمان ہوں۔ مجھے فجر کے وقت اٹھا دینا. اس نوجوان نے دل میں سوچا کہ میں اس کو فجر میں کیا اٹھاؤں گا میری تو کافی عرصے سے خود اپنی فجر قضا ہو رہی ہے. دل میں آیا کہ دیکھو اس میں کم از کم عاجزی تو ہے کہ یہ فجر نہیں پڑھتا ہے، مان تو رہا ہے اور اس کی فکر بھی کر رہا ہے اور میں تو ہر ایک پر ایسا ظاہر کرتا ہوں کہ تہجد کبھی زندگی میں قضا نہیں ہوئی، تو اسی وقت دل میں نیت کی کہ یہ عاجزی میری مدد کرے گی۔ اسی آدمی سے کہا کہ بھائی ٹھیک ہے۔ میں بھی آپ کو اٹھانے

---

❶ مشکاۃ المصابیح : 110/3

کی کوشش کروں گا مگر میں بھی بڑا کمزور ہوں، آپ بھی الارم لگائیں اور میں بھی الارم لگاتا ہوں، آپ اٹھ جائیں تو آپ مجھے اٹھا دیجیے گا۔ میں اٹھ گیا تو میں آپ کو اٹھادوں گا۔ مہمان نے کہا کہ یہ آپ کیسی بات کررہے ہیں؟ حضرت! آپ کو میں کہاں اٹھاؤں گا؟ نوجوان نے کہا کہ نہیں نہیں، میں بھی تیری طرح ہی ہوں. اب اس بندہ کے سامنے عاجزی کا اظہار کردیا جس کی برکت سے اس کے بعد چھ مہینے لگاتار فجر بھی ہوتی رہی، چھ مہینے لگاتار تہجد بھی ہوتی رہی، ایک دن بھی قضا نہیں ہوئی. کئی مرتبہ عاجزی انسان کو اٹھاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس آرام کی صحیح سمجھ عطا فرمائیں، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ درگزر کا معاملہ فرمائیں۔ آمین

کہنے والے نے بڑی عجیب بات کہیں:

ع موت کے بعد ہے بیدار دلوں کو آرام
نیند بھر کر وہی سویا جو جاگا ہوگا

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

توبہ میں کامیابی

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	مومن کی کامیابی توبہ میں ہے	60
2	توبہ کرنے والے بہترین لوگ ہیں	61
3	گناہوں کے اثرات	62
4	✍ پہلا اثر: ذلت ملنا	62
5	✍ دوسرا اثر: رزق سے برکت اٹھالی جاتی ہے	63
6	◀ اس کو کہتے ہیں رزق میں برکت	63
7	✍ تیسرا اثر: خوف کا طاری ہونا	64
8	◀ مخلوق کا خوف طاری ہونے کا واقعہ	65
9	✍ چوتھا اثر: پریشانیوں کے دلدل میں گر جانا	66
10	توبہ کرنا ضروری ہے	67
11	صرف توبہ نہیں سچی پکی توبہ کریں	67
12	سچی توبہ وہی کرتا ہے جو اپنے گناہ کی تشخیص کرتا ہے	68
13	◀ تشخیص کی ایک مثال	68
14	◀ گناہ کی تشخیص نے بد نظری سے جان چھڑادی	70

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
15	◀ ہر بندے کے گناہ الگ تو تشخیص بھی الگ	70
16	توبہ کی قبولیت کی دو نشانیاں	71
17	◀ سچی توبہ پر زبردست موت	71
18	◀ توبہ کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی خوشی	74
19	◀ سارے گناہ نیکی میں بدل گئے	75

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: أَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ○

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ، وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ [1]

تَرْجَمَۃ: اور اے مومنو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو، تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

مومن کی کامیابی توبہ میں ہے

پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کامیابی کو توبہ کے ساتھ ملا دیا ہے۔ توبہ دو چیزوں سے مرکب ہے:

1. دل کی ندامت
2. آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ۔

---

[1] سورۃ النور: 31

جب یہ دو چیزیں مل جاتی ہیں تو توبہ ہو جاتی ہے۔ بلکہ اگر صرف دل میں ندامت ہو تب بھی توبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلنَّدَمُ تَوبَةٌ. ❶ دل کی ندامت ہی توبہ ہے۔

تو پتہ چلا کہ توبہ کے لئے ضروری ہے کہ بندہ دل سے نادم ہو۔ توبہ زبان نہیں بلکہ دل کا عمل ہے۔

توبہ کرنے والے بہترین لوگ ہیں

کوئی شخص اگر یہ کہے کہ میں گناہ ہی نہیں کرتا تو پھر توبہ کی کیا ضرورت؟ تو وہ غلط کہتا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے:

كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ، وَخَيرُ الخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ. ❷

جتنے بھی آدم کی اولاد میں سے ہیں وہ سب کے سب خطاکار ہیں اور ان خطاکاروں میں سے سب سے بہتر وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔

تو بہترین لوگ وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں، اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اپنے گناہوں پر نادم و شرمندہ ہوتے ہیں۔ اسی لئے اگر کسی وجہ سے انسان سے گناہ ہو جائے تو پھر توبہ بہترین راستہ ہے۔ توبہ کرے گا تو کامیابی ملے گی اور اگر گناہوں کی طرف بڑھے گا تو ناکامی ہی ناکامی ہے۔

---

❶ شعب الإيمان (262/9)

❷ سنن ابن ماجه (321/5)

گناہوں کے اثرات

توبہ کرنے والے کے لیے اللہ نے کامیابی کا وعدہ کرلیاہے۔ یہ کامیابی دنیا کی بھی ہے اور آخرت کی بھی۔ کیونکہ جو بندہ توبہ نہیں کرے گا اور گناہوں کی طرف قدم بڑھائے گا وہ ان گناہوں کے مضر اثرات سے بچ نہیں سکتا۔ اور اس پر دنیا اور آخرت میں گناہ کا وبال ضرور آئے گا۔ یہ ایک قرآنی اصول ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِهٖ ❶

ترجمۃ: جس نے بھی برائی کی اس کو اس کی سزا ملے گی۔

اب چاہے ہمیں احساس ہو یا نہ ہو گناہوں کی سزا ملتی ضرور ہے۔ چنانچہ علماء نے ان گناہوں کے اثرات لکھے ہیں۔

پہلا اثر: ذلت ملنا

گناہوں کا ایک اثر یہ ہے کہ گناہ کی وجہ سے انسان کو ذلت ملتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰکُمۡ ❷

ترجمۃ: درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔

تو معلوم ہوا کہ اللہ کے ہاں گناہوں سے بچنا باعثِ عزت ہے اور اس کے برعکس جتنا گناہوں میں بڑھتے چلے جاتے ہیں، اللہ کے ہاں عزت میں کمی آتی جاتی ہے۔ کئی مرتبہ ایسا

---

❶ سورۃ النساء: 123

❷ سورۃ الحجرات: 13

ہوتا ہے کہ انسان کو ہر طرف سے ذلت ہی ذلت مل رہی ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ کوئی نہ کوئی گناہ سرزد ہو رہا ہے۔ حضرت مجاہد ابنِ عوض رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب کبھی مجھ سے اللہ کا حکم ماننے میں کوتاہی ہوتی تو اپنی آنکھوں سے دیکھتا کہ میری بیوی یا میرا بچہ یا میری سواری یا میرے غلام میں سے کوئی میری نافرمانی کرتا اور ان کی طرف سے ذلت ملتی ہے۔ تو گناہوں کی وجہ سے انسان کو ذلت ملتی ہے۔

دوسرا اثر: رزق سے برکت اٹھالی جاتی ہے

گناہوں کا ایک اثر یہ ہے کہ گناہ کی وجہ سے انسان کے رزق سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ [1]

ترجمۃ: اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لے آتے اور تقوی اختیار کرلیتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین دونوں طرف سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔

تو جو گناہوں سے بچتا ہے اسے برکتیں ملتی ہیں اور جو گناہوں میں پڑ جاتا ہے اس کے رزق میں سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔ پھر ایسا ہوتا ہے کہ کروڑوں کے مالک ہوتے ہیں اور کروڑوں کے قرض دار بھی ہوتے ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رزق میں سے برکت نکال دی گئی ہے۔

◄ اس کو کہتے ہیں رزق میں برکت

ہمارے اکابرین کے رزق میں برکت تھی۔ چنانچہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] سورۃ اعراف: 96

کے بارے میں آتا ہے کہ آپ کا ماہانہ وظیفہ تین روپے تھا۔ اس میں سے آپ دو روپے گھر کے خرچ کے لئے استعمال کرتے اور ایک روپیہ غریبوں میں صدقہ کر دیا کرتے تھے۔ کسی نواب صاحب نے ایک بڑا مدرسہ بنایا اور حضرت کو دعوت دی کہ آپ یہاں تشریف لائیں اور یہاں پڑھانا شروع کر دیں۔ آپ کو وہاں تین روپے ملتے ہیں اور میں آپ کو سو روپے دیا کروں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھے جو تین روپے ملتے ہیں اس میں سے دو روپے میں میرا خرچ پورا ہو جاتا ہے اور ایک روپیہ غریبوں پر خرچ کرتا ہوں۔ سو روپے تنخواہ ملے گی تو خرچ تو میرا پھر بھی دو روپے میں پورا ہو جائے گا اور اٹھانوے روپے غریبوں میں تقسیم کرنے پڑیں گے، پھر پورا دن ہی غریبوں کو ڈھونڈتا رہوں گا اور اپنا اصل کام نہیں کر پاؤں گا اس لئے آپ کے مدرسے میں پڑھانے سے معذور ہوں۔ تو جب بندہ گناہوں سے پاک زندگی گزارتا ہے اللہ اس کے رزق میں برکت ڈال دیتے ہیں۔

آج تو حال یہ ہے کہ جو دس ہزار کما رہا ہوتا ہے وہ تو کہہ ہی رہا ہوتا ہے کہ تھوڑا ہے مگر مزے کی بات یہ ہے کہ جو دس لاکھ کما رہا ہوتا ہے وہ بھی یہی کہہ رہا ہوتا ہے کہ تھوڑا ہے اور مجھے پورے نہیں ہو رہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رزق میں سے برکت نکال لی گئی ہے۔

تیسرا اثر: خوف کا طاری ہو جانا

گناہ کا ایک اور اثر یہ ہے کہ گناہ کی وجہ سے انسان کے اوپر خوف طاری کر دیا جاتا ہے۔ کبھی ڈکیتی کا ڈر لگا رہتا ہے تو کبھی نقصان کا ڈر، کبھی کاروبار کا ڈر تو کبھی نوکری جانے کا ڈر، کبھی ڈر لگا رہتا ہے کہ کوئی ہمارے ساتھ کچھ کر دے گا تو کبھی کسی اور چیز کا ڈر۔ یہ ہر

وقت خوف کا لگا رہنا ہے اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کی زندگی میں کوئی گناہ ہو رہا ہے۔
نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو اللہ سے نہیں ڈرتا اللہ تعالیٰ ہر چیز کا ڈر اسکے اندر ڈال دیتے ہیں۔ ❶

◄ مخلوق کا خوف طاری ہونے کا ایک واقعہ

صوبہ پنجاب کا ایک آدمی تھا جس نے نوکری کی غرض سے گاؤں سے شہر کی طرف ہجرت کی اور وہاں جا کر گناہوں والی زندگی میں پڑ گیا۔ اب گناہوں والی زندگی میں ایسا پڑا کہ خوفِ خدا بالکل نہ رہا اور نتیجہ یہ بنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں مختلف چیزوں کا خوف ڈال دیا۔ خاص طور پر وہ سانپوں سے بہت زیادہ ڈرنے لگا اور سوچنے لگا کہ گاؤں میں بہت سانپ ہوتے ہیں اس لئے اب میں گاؤں واپس نہیں جاؤں گا۔ اب اس کے والدین، رشتے دار اور سارے لوگ جاننے والے گاؤں میں ہیں اور یہ شہر میں تھا۔ تو سب اس کو کہتے کہ سالوں گزر گئے ہیں اور تو گاؤں میں آتا ہی نہیں۔ اسی طرح پندرہ سال گزر گئے، وہ کہتا کہ مجھے سانپوں سے ڈر لگتا ہے۔

پندرہ سال بعد اس سے ملنے کچھ رشتے دار آئے اور کہا کہ کسی قریبی رشتے دار کی شادی ہے اس لئے تم نے ضرور آنا ہے۔ سب نے مل کر اسے بڑا زور دیا حتیٰ کہ اس کو ماننا پڑا اور کہنے لگا کہ تم لوگ سب مل کے آئے ہو اور مجھے لے کر جانا چاہ رہے ہو تو میں اس مرتبہ آؤں گا اور شادی میں شرکت کروں گا۔ کچھ دن میں اس نے تیاری کی اور دو سیکیورٹی گارڈ منگوائے۔ دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک ڈنڈا دیا اور کہا کہ تم دونوں نے

---

❶ من خاف اللہ أخاف اللہ منه کل شيء، ومن لم ..... الخ [شعب الإيمان (304/2)]

میرے ساتھ گاؤں جانا ہے اور وہاں ساتھ ساتھ رہنا ہے کہ اگر کہیں سانپ دیکھو تو فوراً اسے مار دینا۔ ایک کو کہا کہ تم میرے آگے چلنا اور دوسرے کو کہا کہ تم میرے پیچھے چلنا۔ تو ایسا خوف اللہ تعالیٰ نے دل میں بٹھا دیا تھا۔ گاؤں پہنچا اور گاڑی سے اترا تو حکم کے مطابق ایک گارڈ آگے ڈنڈا لے کر چلنے لگا اور ایک پیچھے۔ اللہ کی شان کہ جہاں چل رہا تھا وہاں ایک بل تھا۔ آگے والے گارڈ جیسے ہی وہاں سے گزرا تو بل میں سے ایک سانپ نکلا اور اسے ڈس لیا۔ اس سے پہلے کہ پیچھے والا گارڈ آگے آتا، وہ سانپ واپس بل میں چلا گیا اور اس کے ڈسنے کی وجہ سے یہ سانپوں سے خوف کھانے والا آدمی فوت ہو گیا۔ تو جو بندہ اللہ سے نہیں ڈرتا اور گناہ کرتا ہے اس کے اوپر خوف طاری ہو جاتا ہے۔

چوتھا اثر: پریشانیوں کے دلدل میں گر جانا

گناہوں کا ایک اثر یہ ہے کہ گناہ کی وجہ سے انسان کو ختم نہ ہونے والی پریشانیاں ملتی ہیں۔ ایک پریشانی ختم نہیں ہوتی کہ دوسری پریشانی سر پر کھڑی ہے اور دوسری ختم نہیں ہوئی کہ تیسری پریشانی نے گھیر لیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زندگی میں گناہ ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتے ہیں:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا [1]

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لیے مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا۔

تو جو انسان گناہوں سے نہیں بچتا اور تقویٰ اختیار نہیں کرتا وہ پریشانیوں میں پھنس جاتا ہے۔

---

[1] سورۃ الطلاق: 2

توبہ کرنا ضروری ہے

گناہوں سے نکلے بغیر ہمارا کام نہیں بن سکتا۔ لہذا توبہ کرنا ضروری ہے۔ چونکہ ہم میں سے ہر ایک کے لئے اللہ نے توبہ میں کامیابی رکھی ہے۔ اس لئے مومن کو چاہیئے کہ وہ صبح شام توبہ کرے۔

ع صبح توبہ شام توبہ، لب پہ میرے مدام توبہ
بے اثر ہو یا با اثر ہو اپنے کرنے کا کام توبہ

اسی لئے جو لوگ مشائخ کے پاس جاتے ہیں، مشائخ ان کو سب سے پہلا کام یہی بتاتے ہیں کہ صبح بھی سو بار استغفار کیا کرو اور شام بھی سو بار استغفار کیا کرو۔

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

جس نے اپنے اوپر استغفار کو لازم کر لیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی میں سے راستہ نکال لیتے ہیں، ہر غم میں سے اس کو نجات دیتے ہیں اور اس کو وہاں سے رزق دیتے ہیں جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ ❶

صرف توبہ نہیں سچی پکی توبہ کریں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں توبہ کرنے کا بھی فرمایا اور یہ بھی بتا دیا کہ کیسی توبہ کرنی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ❷

تَرجَمَۃ : اے ایمان والو! اللہ کے حضور سچی توبہ کرو۔

---

❶ مَنْ لَزِمَ الاستغفارَ جَعَلَ اللہ لہ من کل ضیق مَخرَجاً...الخ [سنن أبي داود (628/2)]

❷ سورۃ التحریم: 8

یعنی پکی توبہ کرنی ہے۔ بس زبان والی توبہ نہیں ہونی چاہئیے بلکہ دل میں بھی ندامت ہو کیونکہ دل سے جو توبہ ہوتی ہے اسی میں اثر ہوتا ہے اور یہی توبہ اللہ کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔

ع دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

سچی توبہ وہی کرتا ہے جو اپنے گناہ کی تشخیص کرتا ہے

سچی توبہ کی نشانی یہی ہے کہ جب بندہ سچی توبہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے گناہ کی تشخیص کرتا ہے۔ سوچتا ہے کہ میں گناہ کب کرتا ہوں؟ کیوں کرتا ہوں؟ کس وجہ سے کرتا ہوں؟ اور کس موقع پر کرتا ہوں؟ اور کیا چیز مجھے اس گناہ کے کرنے پر مجبور کر دیتی ہے؟ جب ان باتوں کے بارے میں سوچتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب یہ شخص توبہ کے معاملے میں سنجیدہ ہے اور واقعی توبہ کرنا چاہتا ہے اور جب اپنے گناہ کے بارے میں سوچتا ہی نہیں ہے اور کرتا چلا جاتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ بندہ توبہ کرنا ہی نہیں چاہتا۔

◄ تشخیص کی ایک مثال

ایک مرتبہ کراچی کے ایک علاقہ میں جانا ہوا اور کسی نے وہاں کے ناظم صاحب سے ملاقات کروائی۔ تعارف ہوا تو پتہ چلا کہ نظامت بھی سنبھالی ہوئی ہیں اور ساتھ ساتھ نیکی کے کام (welfare work) بھی کرتے ہیں، وہاں کے غریبوں اور بیواؤں کی خدمت کرتے ہیں، غرباء کی بچیوں کی شادیاں کروادیتے ہیں، نوکریاں لگوادیتے ہیں۔ شہر اور علاقے کے مخیر لوگ ان کو رقم لاکر دیتے ہیں اور یہ ان لوگوں پر رقم خرچ کرتے ہیں۔

اسی لئے لوگ ان سے بہت خوش ہیں اور ان سے بہت محبت کرتے ہیں۔ مجھے بہت دلی خوشی ہوئی اور اس خوشی کا اظہار کیا کہ آپ اتنی نیکی والے کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے مجھے کہا کہ میں ایک بات اکیلے میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا جی بتائیے! کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ لوگوں کی نگاہ میں میں بڑا نیک انسان ہوں اور ان کا خدمت گزار ہوں۔ مگر میں ایک گناہ کرتا تھا اور اب وہ گناہ اللہ تعالیٰ نے چھوڑوا دیا ہے۔ پھر خود ہی بتانے لگے کہ لوگ مجھے پیسے دیتے تھے اور مجھے معلوم بھی تھا کہ یہ میرے نہیں بلکہ لوگوں کی امانت ہے اور لوگوں پر ہی خرچ کرنے ہیں۔ مگر میں کئی مرتبہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس میں سے خرچ کر دیتا تھا اس طرح کئی بار میری اپنی ضروریات بھی ان پیسوں سے پوری ہو جاتیں مگر میرے دل میں بڑی کڑھن ہوتی کہ یہ میں نے کیا کر دیا۔ حتیٰ کہ ایک دن میں نے اپنے دل میں پکا ارادہ کر لیا کہ اب مجھے اس گناہ سے مکمل طور پر بچنا ہے، پھر میں نے سوچا کہ میں کب یہ کام کرتا ہوں اور کیوں یہ کام کرتا ہوں؟ دل نے کہا کہ میرے گھر میں جب تنگی ہوتی ہے تو میرے پاس کوئی چارہ نہیں ہوتا، یہ پیسے سامنے پڑے ہوتے ہیں اور میں ان میں سے نکال کر خرچ کر دیتا ہوں۔ تو کہنے لگا کہ میری تشخیص اپنے گناہ کے بارے میں یہ تھی کہ میں گناہ اس وقت کرتا ہوں جب مجھ پر تنگی آتی ہے اور پیسے سامنے ہوتے ہیں۔ تو میں نے اس کا ایک حل نکالا اور ایک ایسی بوتل لی جس کے اندر پیسے ڈال تو سکتا تھا مگر پیسے نکال نہیں سکتا تھا اور اب اگر اس بوتل میں سے پیسے نکالنے ہوں گے تو بوتل توڑنی پڑے گی۔ جس دن سے میں ایسا کرنے لگا ہوں اس دن سے اس گناہ سے بچ گیا ہوں۔ تو جو شخص اپنے گناہ کی تشخیص کرتا ہے اور سوچتا ہے کہ میں کب کرتا ہوں؟ کیوں کرتا ہوں؟ کس مجبوری کے تحت کرتا ہوں؟ تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ توبہ سچی ہے۔

◀ گناہ کی تشخیص نے بد نظری سے جان چھڑا دی

امریکہ کا ایک نوجوان تھا جو نیکی پر آگیا۔ گناہوں سے بچنے کی فکر لگی تو اسے محسوس ہوا کہ بد نظری بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس نے تشخیص کی کہ عام طور پر جب میں آفس میں جاتا ہوں وہاں کمرے میں عورتیں ہوتی ہیں تو اس وقت سب سے زیادہ بد نظری ہو جاتی ہے اور آفس میں چونکہ پورا دن گزرتا ہے تو اس وقت نہ چاہتے ہوئے بھی بد نظری ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں اس کا ایک حل ڈالا۔ وہ چشمہ پہنتا تھا تو اس نے سوچا کہ میں اپنا کام تو کمپیوٹر پر ہی کرتا ہوں اور کمپیوٹر دیکھنے کے لئے مجھے چشمے کی ضرورت نہیں۔ تو اب میں آفس میں چشمہ اتار کر رکھوں گا۔ اس طرح اپنا کام بھی کرلیتا اور اردگرد کا نظر بھی نہیں آتا اور وہ بد نظری سے بچ گیا۔ تو جو انسان اپنے گناہ کی تشخیص کرتا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ توبہ سچی ہے۔

◀ ہر بندے کے گناہ الگ تو تشخیص بھی الگ

مثال کے طور پر نوجوان کہتے ہیں کہ انٹرنیٹ (internet) پر ای میل چیک کر رہے ہیں مگر اس بہانے کبھی کسی ویب سائٹ پر جارہے ہوتے ہیں تو کبھی کسی اور ویب سائٹ پر اور اس کے ذریعے سے پھر خوب گناہ کرتے ہیں اس لیے ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ ایسی ترتیب بنائے کہ وہ اس گناہ سے بچ جائے۔

اسی طرح کئی مرتبہ انسان خود گناہ نہیں کرتا بلکہ جب کچھ لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے تب کرتا ہے۔ یعنی برے دوستوں یا بری صحبت کی وجہ سے گناہ کرتا ہے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ بُرا دوست شیطان سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ شیطان گناہ کا

وسوسہ دل میں ڈالتا ہے کہ یہ گناہ کر لو لیکن اگر انسان وہ گناہ نہ کرے تو شیطان پیچھے ہو جاتا ہے اور پھر دوسرے گناہ کا وسوسہ ڈالتا ہے جبکہ برا دوست ہاتھ پکڑ کر گناہ کرواتا ہے اور پیچھے نہیں ہٹتا بلکہ کہتا ہے کہ چل یار، کوئی بات نہیں، تیرے پیسے میں دوں گا۔ تو پتہ چلا کہ ہر انسان چونکہ مختلف گناہ کرتا ہے اس کی تشخیص بھی مختلف ہوتی ہے۔ اس گناہ کی تشخیص یہ خود کرے اور اگر سمجھ نہ آئے تو کسی اللہ والے کی مدد لے۔

توبہ کی قبولیت کی دو نشانیاں

کئی مرتبہ لوگ فکر کرتے ہیں کہ میں نے توبہ تو کرلی۔ مگر کیا میری توبہ اللہ کے یہاں قبول ہوئی یا نہیں اور کیا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا یا نہیں؟

توبہ کی قبولیت کی دو نشانیاں ہیں۔

- پہلی نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ گناہوں کے دلدل میں پھنسنے سے محفوظ فرمالیتے ہیں۔
- دوسری نشانی یہ ہے کہ اس شخص کا خاتمہ ایمان پر فرماتے ہیں اور اسے اچھی موت آتی ہے۔

◀ سچی توبہ پر زبردست موت

پاکستان کے ایک بڑے بزنس مین تھے جو کہ بہت ہی عیاش قسم کے انسان تھے۔ ان کا شوق ہی شادیاں کرنا تھا۔ اگر چار ہو جاتیں تو ایک کو طلاق دے دیا کرتے تھے پھر ایک اور سے شادی کرلیتے۔ تو درجنوں کے حساب سے شادیاں کیں۔ سال میں ایک دو مرتبہ یورپ اور امریکہ کے عیاشی والے ٹرپ ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت مال پیسہ

دیا ہوا تھا اور اس کو غفلت والے کاموں میں اڑا دیتے۔ حتیٰ کہ بڑھاپے میں قدم رکھ چکے تھے مگر ان عیاشیوں نے جان نہیں چھوڑی تھی۔ جب انسان گناہ نیا نیا شروع کرتا ہے تو وہ گناہ کچے دھاگے کی طرح ہوتا ہے اور انسان تھوڑی ہمت کر کے چھوڑ دیتا ہے مگر جب گناہ انسان کی عادت بن جاتے ہیں، وہ جہاز کے لنگر کی مانند ہوتے ہیں اور انہیں چھوڑنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ تو اب اس کی عادت بن چکی تھی اور اس حال میں والدہ کا انتقال ہوا۔ زندگی میں پہلی مرتبہ موت کے بارے میں سوچنے کا موقع ملا۔

جب والدہ کو قبر میں اتارا تو زندگی میں پہلی مرتبہ یہ بات ذہن میں آئی کہ میں نے بھی اس قبر میں جانا ہے اور میرا وقت بھی دور نہیں۔ اس موقعہ پر کسی عالم کا بیان سنا جنہوں نے اس حقیقت کو مزید واضح کیا کہ اصل زندگی تو بعد کی زندگی ہے اور یہ زندگی تو فانی ہے۔ یہاں کے غم بھی عارضی ہیں اور یہاں کی خوشیاں بھی عارضی ہیں۔ اب ذہن تھوڑا اور بدلا تو کسی اللہ والے کے پاس گئے اور پوچھا کہ میں نے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ مجھے بھی موت آنی ہے مگر اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میں نے بھی ایک دن مرنا ہے تو میں اب کیا کروں؟ مطلب یہ تھا کہ اس موت کی تیاری کیسے کروں؟ انہوں نے کہا کہ توبہ کرو کیونکہ موت سے پہلے پہلے تک توبہ کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ پوچھا کہ میں توبہ کیسے کروں؟ میری زندگی کے تو ہر شعبے میں گناہ ہی گناہ ہیں، چاہے میرا گھر ہو، میری فیکٹری ہو، میرا کاروبار ہو، ہر لحاظ سے میں گناہوں میں ڈوبا ہوا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے تو نماز پڑھنا شروع کریں، اس کے بعد باقی چیزیں دیکھیں گے کیونکہ نماز کی تاثیر یہ ہے کہ:

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ [1]

ترجمہ: بیشک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

---

[1] سورۃ العنکبوت: 45

اس نے نماز پڑھنی شروع کردی۔ دل میں توبہ کی نیت پکی تھی اور اس توبہ کی وجہ سے عیاشیاں چھوڑ دیں۔ اتنا زیادہ اس توبہ کا اثر دل پر ہوا کہ پانچ وقت کی نماز پڑھنے لگے اور شوق پیدا ہوا کہ میں حافظِ قرآن بنتا ہوں۔ ایک قاری صاحب سے بات ہوئی اور قرآنِ پاک حفظ کرنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ کسی سے مشورہ کیا کہ میری زندگی کے ہر شعبے میں گناہ ہیں تو وہ میں کیسے چھوڑوں؟ انہوں نے مشورہ دیا کہ کسی عالم کو اپنے ساتھ رکھ لیں جو صبح شام آپ کے ساتھ ہوں اور آپکے کاروبار میں جو گناہ ہو رہے ہیں اور زندگی میں جو غیر شرعی چیزیں ہو رہی ہیں ان کی نشاندہی کردیں۔ وہ آپ کو جیسا جیسا بتاتے جائیں آپ ویسا کرتے جائیں۔ اب وہ صبح سے لے کر شام تک اپنے ساتھ ایک عالم کو رکھتے اور جس جگہ وہ ٹوکتے کہ یہاں گناہ ہو رہا ہے اس کو درست کرو تو اسکو درست کرلیتے لہذا جیسا وہ بتاتے وہ ویسا ہی کرتے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ انہوں نے اپنے کاروبار کو بھی سو فیصد اسلامی بنالیا اور اپنی زندگی کو بھی سو فیصد اسلامی بنا لیا۔ کچھ عرصے بعد ایک بورڈ میٹنگ (Board meeting) ہوئی جس کے دوران عصر کی نماز کا وقت آیا۔ میٹینگ روک دی گئی کہ نماز پہلے پڑھتے ہیں اس کے بعد میٹنگ دوبارہ شروع کردینگے۔ ان صاحب نے اپنی فیکٹری میں مسجد بنوائی تھی، اس مسجد میں گئے اور امام صاحب سے کہا کہ امام صاحب اذان میں دوں گا چناچہ اذان دینا شروع کی:

الله اکبر الله اکبر، الله اکبر الله اکبر،

أشهد ان لا اله الا الله، أشهد ان لا اله الا الله،

أشهد ان محمدا رسول الله، اشهد ان محمدا رسول الله

یہ الفاظ کہے، اسی وقت دل کا دورہ پڑا اور انتقال ہو گیا۔

دیکھیں موت کس حالت میں آئی!۔ مسجد میں آئی، باوضو آئی، اذان دیتے ہوئے آئی اور

کلمہ پڑھتے ہوئے مصلیٰ پر کھڑے کھڑے موت آئی۔ تو یہ توبہ کی قبولیت کی زبردست نشانی ہے کہ موت زبردست آتی ہے اور خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔

اس لئے مومن کے پاس کوئی چارہ نہیں سوائے اس کے کہ وہ صبح شام توبہ کرے اور اللہ سے معافیاں مانگے۔ بلکہ سچی بات یہ ہے کہ گناہوں سے بھی توبہ کرے اور گناہوں کے موقعوں سے بھی توبہ کرے۔

ع کسی غریب کو دل کا غریب نہ کرنا غمِ حیات کے سائے نصیب نہ کرنا
مجھے گناہ کا موقع نصیب نہ کرنا میں امتحان کے قابل نہیں میرے مولا

توبہ کرنے والے پر اللہ کی خوشی

نبی اکرم ﷺ نے گناہوں سے توبہ کرنے والے شخص پر اللہ تعالیٰ کی خوشی کو ایک مثال سے سمجھایا، فرمایا: ایک مسافر آدمی جو سفر کرتے کرتے کسی ایسی غیر آباد اور سنسان جگہ پر پہنچے جہاں زندگی اور ضروریاتِ زندگی کے دور دور تک کوئی آثار نہ ہوں اور اس کے پاس صرف سواری کے لئے اونٹنی اور اسی پر کھانے پینے کا سامان ہو۔ وہ آدمی کچھ دیر آرام کے لئے لیٹتا ہے تو اسے نیند آجاتی ہے۔ جب آنکھ کھلتی ہے تو دیکھتا ہے کہ اس کی اونٹنی غائب ہے۔ جو ایک آسرا تھا زندگی کا وہ بھی اب نہیں رہا۔ وہ اس کی تلاش میں نکلا یہاں تک کہ گرمی اور پیاس کی شدت سے نڈھال ہوگیا اور اسے اپنے سامنے موت نظر آنے لگی۔ سوچا کہ میرے لئے یہی بہتر ہے کہ میں جہاں سویا تھا وہی جاکر دوبارہ لیٹ جاؤں اور یوں پڑے پڑے مر جاؤں۔ وہ بالکل ناامید ہوگیا تھا کہ اب اونٹ ملنے کا کوئی

چارہ نہیں اور نہ ہی زندہ رہنے کا کوئی سہارہ ہے، پھر جب آنکھ کھلی تو دیکھتا ہے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس موجود ہے اور اس پر کھانے پینے کا پورا سامان ویسے کا ویسا موجود ہے۔ اونٹنی کے اس طرح مل جانے سے وہ اتنا خوش ہوا کہ کہنا تو چاہتا تھا کہ اے اللہ تو میرا خدا اور میں تیرا بندہ مگر خوشی کے عالم میں یہ کہہ گیا کہ اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا خدا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جتنا خوش یہ بندہ ہوا اونٹنی کے ملنے پر، اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو خوشی ہوتی ہے جب کوئی بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔ (1)

اس لئے مومن کو چاہئے کہ وہ توبہ کرے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ (2)

ترجمۃ: اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کریں جو پورا پورا سال روزے رکھتا ہو، پوری پوری رات نمازیں پڑھتا ہو اور دین پر خوب خرچ کرتا ہو۔ مگر نہیں، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتے ہیں جو گناہ کرتا ہے، پھر گناہ کرنے کے بعد اس کو ندامت ہوتی ہے اور وہ ندامت کی وجہ سے توبہ کرتا ہے۔

سارے گناہ نیکی میں بدل گئے

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک بڑا ہی گناہ گار آدمی تھا۔ وہ دن رات

---

(1) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لله أشد فرحا بتوبة عبده حين يتوب إليه، من أحدكم كان على راحلته بأرض فلاة.........الخ [صحيح مسلم (2104/4)]

(2) سورة البقرة: 222

نفسانی خواہشات کو پورا کرنے میں لگا رہتا تھا۔ وہ ان خواہشات میں مست تھا اور اللہ تعالیٰ کو بھولا ہوا تھا کہ بالآخر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ اے میرے پیارے موسیٰ! اس شخص کو میرا پیغام دے دو کہ تمہیں میں نے دنیا میں بندگی کے لئے بھیجا تھا مگر تم نے بہت نافرمانی کی ہے، تمہارا معاملہ حد سے تجاوز کر گیا ہے اور اب میں تمہیں نہیں بخشوں گا اور قیامت کے دن تمہیں ضرور عذاب دوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اسے یہ پیغام سنایا تو وہ بالکل خاموش ہو گیا اور سوچ میں پڑ گیا کہ اگر وقت کے نبی یہ فرما رہے ہیں کہ تجھے عذاب ضرور ملے گا تو پھر تو میں بچ نہیں سکتا۔ اب اس کے دل میں بات آئی کہ کاش میں پہلے توبہ کر لیتا اور کچھ نیک ہو جاتا تو یہ معاملہ پیش نہیں آتا۔ مگر اب تو اللہ تعالیٰ نے اعلان کر دیا ہے کہ میں عذاب سے نہیں بچ سکتا۔

اس غم اور ناامیدی کے عالم میں وہ نوجوان گاؤں سے نکل کر جنگل کی طرف چلا گیا۔ پھر تنہائی میں اللہ سے یوں دعا کی کہ اے اللہ اگر میرے گناہ اتنے زیادہ ہیں کہ بخشش کے قابل نہیں اور آپ نے مجھے عذاب دینے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو اے میرے مالک! جتنے بھی گناہ گار اس دنیا میں ہیں ان کے گناہ بھی میرے سر پر ڈال دیجیے اور قیامت کے دن مجھے عذاب دینا مگر اپنے باقی بندوں کو معاف کر دینا۔

اس دعا پر اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی، اسی وقت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی اور فرمایا کہ اے میرے پیارے موسیٰ! اس بندے کو بتا دیجیے کہ جب تم نے میری رحمت کا اتنا سہارا لیا تو سن لے کہ میں نے تمہارے گناہوں کو صرف معاف ہی نہیں کیا، بلکہ جتنے بھی گناہ تم نے کئے ہیں ان تمام کو نیکیوں میں بدل دیا۔ تو دیکھیے جب بندہ اللہ تعالیٰ

کی طرف رجوع کرتا ہے، کبھی خالی ہاتھ واپس نہیں جاتا۔

حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ اللہ فرماتے ہیں:

جو ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے میں دو ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو میرے طرف چل کر آتا ہے میری رحمت اس کی طرف دوڑ کر آتی ہے۔ ❶

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے گناہوں سے سچی پکی توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے والوں میں اپنا نام لکھوائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے محفوظ فرمائے، اللہ تعالیٰ اپنے بخشے ہوئے گناہ گاروں کی قطار میں شامل فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

---

❶ إن تقرب إلي بشبر تقربت إليه ذراعا، وإن تقرب إلي ذراعا تقربت إليه باعا، وإن أتاني يمشي أتيته هرولة [صحيح البخاري (9/121)]

Surely, Allah gives provision to whom He wills without measure.
Al-Baqarah: 212

O Allah! Increase Our SUSTENANCE

By

Shaykh Azhar Iqbal (DB)

Website
www.islamicessentials.org

email
info@islamicessentials.org

Hidayah Publishers

ہدایہ پبلشر